بسمہٖ تعالیٰ وبحمدہٖ

اللّٰھمّ صلّ علیٰ سیّدنا محمّدٍ وآلہٖ وبارک وسلّم

مثنوی

معاش و معاد

از

تمنّا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہٗ

حسب فرمائش

ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف

مذہب و عقل

مذہب و عقل کی معرکہ آرائیوں کا تماشا ہلکے سلیس اور دلکش اشعار میں اگر دیکھنا چاہیں تو حضرت حسان الہند مدظلہ کی مثنوی مذہب و عقل دیکھیے جس پر اکابر قوم نے اپنی گرانقدر رائیں دی ہیں۔

قیمت ۲ر علاوہ محصول ڈاک

تین آنے کے ٹکٹ بھیج دیجیے تو بہت سے اخراجات کی تخفیف ہوجائیگی

الملتمس

منیجر مکتبہ دار الادب

پھلواری شریف ضلع پٹنہ

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کی گرانقدر رائے

بہار کے قیامت خیز زلزلے کے بعد سنٹرل ریلیف فنڈ کے بعض انتظامی مشوروں کے سلسلے میں مکرمی حضرت مولانا ابوالکلام آزاد پٹنہ تشریف لائے ہوئے تھے اور کئی دن "دلکشا" میں عزیز قوم اخی الاعظم جناب آنریبل مسٹر سید عبدالعزیز صاحب وزیر تعلیم صوبہ بہار و اڑیسہ کے مہمان رہے تھے اس موقع پر میں نے اپنی نظم مسدس عبرت زلزلہ کے ساتھ اپنی دو مثنویاں "مذہب و عقل" اور "معاش و معاد" مولانا کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ پھر اس کے بعد حسن اتفاق سے میں خود مساجد فنڈ کے وفد کے ساتھ کلکتہ پہونچا اور چودہ پندرہ دن تک مقیم رہا تو مولانا کو پھر دونوں مثنویوں کے ساتھ مثنوی کتاب و سنت کا قلمی مسودہ بھی دکھایا اور التماس کیا کہ ان مثنویوں کو دیکھ کر تقریظ نہیں بلکہ اپنی بالکل صحیح رائے مرحمت فرمائیے۔ اور جہاں جس مضمون سے اختلاف ہو اس کو بھی ضرور حوالۂ قلم فرمائیے۔ چنانچہ مولانا نے مندرجۂ ذیل تحریر اپنے دست مبارک سے لکھ کر مرحمت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۰-۴-۳۴

جناب مولانا تمنا صاحب عمادی پھلواروی نے چند مثنویاں اس غرض سے لکھی ہیں کہ بعض مذہبی و اخلاقی مطالب پیرایۂ نظم سے آراستہ کئے جائیں۔ اس قسم

کی نظموں کے لئے اگرچہ پیرایۂ نظم اختیار کیا جاتا ہے لیکن اصل مقصود شاعری نہیں ہوتی موعظت و نصیحت ہوتی ہے۔ اور ضروری ہے کہ اسی اعتبار سے ان پر نظر بھی ڈالی جائے

مجھے اگرچہ اتنا موقعہ نہیں ملا کہ بالاستیعاب نظر ڈالتا، تاہم جس قدر اندازہ کرسکا ہوں، وہ اس کے لئے کافی ہے کہ مثنویوں[ع۱] کی خوبی کا اعتراف کروں، اور اصحاب ذوق کو ان کے مطالعہ کا مشورہ دوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ یہ کوشش مشکور و مقبول ہو۔

البتہ[ع۲] یہ ظاہر کردینا ضروری ہے کہ مثنوی "معاش و معاد" میں آیۂ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ الخ کی جو تفسیر کی گئی ہے، وہ میرے نزدیک محلِ نظر ہے اور اس کے ترجمہ میں "فَوْقَكُمْ" کا ترجمہ نظر انداز کردیا گیا ہے۔

ابوالکلام کان اللہ لہٗ

ع۱ مولانا نے مثنوی "مذہب و عقل" اور مثنوی "کتاب و سنت" اور مثنوی "معاش و معاد" تینوں مثنویاں ملاحظہ فرمائی تھیں اس لئے تینوں مثنویوں پر مولانا کی یکجائی رائے ہے۔ ۱۲ تمنا

ع۲ حضرت مولانا مدظلہ نے مجھے یہ اختیار دیا تھا کہ اگر اس تحریر کو شائع کروں تو اتنی عبارت چھوڑ دوں کیونکہ یہ عبارت صرف مجھے متنبہ کردینے کے لئے لکھی گئی ہے۔ زبانی یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ لفظ "فوقکم" بتارہا ہے کہ یہ "سبع طرائق" بجز اجرام فلکیہ کے اور کچھ نہیں ہیں، اور ان سے مراد سات ستارے ہیں جن کے اثرات دنیا اور انسانوں پر مترتب ہوتے رہتے ہیں۔ اسی معنی کے مراد لینے میں "فوقیت" کا پورا مفہوم ادا ہوتا ہے۔ اور انسان پر جو حالتیں گذرتی ہیں ان کے مراد لینے میں "فوقیت" کا مفہوم ثابت نہیں ہوتا۔ میں نے اس مفہوم پر پوری طرح دوبارہ غور کیا۔ اور اس کے بعد بھی اپنی جگہ پر قائم ہوں۔ مفصل بیان مقدمے کے آخر میں ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ تمنا غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

کون ہے، جو عقل و ہوش کے ساتھ جی رہا ہو، اور اس کو مرنے کا یقین نہ ہو۔ مگر مرنے کے بعد کیا ہو گا؟ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے کہ بڑے سے بڑا عاقل، بڑے سے بڑا فلسفی اس کے جواب میں مدتوں سر بہ جیب تفکر رہنے کے بعد بھی جو سر اوٹھاتا ہے تو اس کا چہرہ ایک "آئینۂ حیرت" ہی نظر آتا ہے۔

مذہب نے اس طلسم حیرت کی لوح پیش کی۔ اور صاف بتا دیا کہ جس طرح تم پشت پدر سے شکم مادر میں آئے۔ اور پھر شکم مادر سے اس دنیائے عمل میں پہونچے۔ اسی طرح اس دار العمل سے تمہیں ایک دوسرے عالم میں جانا ہے جہاں تمہیں یہاں کے اعمال کے مطابق جگہ ملے گی اور اسی عالم کا نام "دار الجزا" ہے۔

ارباب توفیق نے تقلیداً یا تحقیقاً مذہب کی بات مان لی کیونکہ مذہب کے دعویٰ کے خلاف کوئی قطعی دلیل ان کے پاس تھی بھی نہیں۔ دوسرے مذہب کی بات ان لینے میں سیکڑوں دنیاوی فوائد مصالح بھی تھے۔ کہ (از مثنوی مذہب و عقل)

مذہب آمد درد دلہا را علاج	مذہب آمد داروئے ہر اختلاج
مذہب آمد حکمت آموز لئیم	مذہب آمد چارۂ درد یتیم

مذہب آمد قاہراں را قہرماں — مذہب آمد بے اماناں را اماں
ہست بے مذہب زبوں کار حیات — صد خلش دارد غم بعد الممات
مذہب ار نبود جہاں ہیر ذرپاس — خانۂ امید را کند نداساس

مگر وہ جو دنیاوی تفکرات و ترددات سے مطمئن تھے۔ مذہب کی پابندیاں اون کی تکمیل ہوائے نفس کی راہ میں روڑے اٹکا رہی تھیں اس لئے اس جماعت نے مذہب کی تعلیم سے راہ فرار اختیار کی۔ اور لگی عقل کا سہارا پکڑنے۔ شیطان کو موقع ملا۔ اس نے مختلف عقلوں کی باگ مختلف طرف موڑ دی۔ کسی نے تو سرے سے مرنے کے بعد کچھ ہونے ہی سے انکار کر دیا۔ کہ "مر گئے مٹ گئے"۔ اس تخئیل نے اس کے معتقدین کو عذاب آخرت سے بے خوف کر دیا اور وہ مطمئن ہو کر اپنی ہر خواہش کی تکمیل میں مصروف ہو گئے۔ اگر انہیں کچھ خوف رہا تو اہل دنیا کا قانون اور حکومت کا اگر دنیا اور ارباب حکومت کی نگاہوں سے چھپ کر بڑے سے بڑا جرم اور بڑے سے بڑا گناہ ... ... خواہشیں تمام پوری کر لیتے۔

کسی نے مرنے کے بعد مٹ جانے کو اگر تسلیم نہ کیا تو اس کی عقل نے جزا و سزا کا دارومدار فقط تبدیل جسم پر قرار دیدیا کہ ذمہ دار عمل تو فقط روح ہے۔ انسانی جسم میں اگر روح نے اعمال صالحہ نہ کئے تو آئندہ اس کی روح اسی دنیا میں کسی دوسرے جانور کے جسم میں آجائے گی جو انسان سے کم درجہ اور ان اعمال کے مطابق ہوگا اور اگر نیک عمل کئے تو آئندہ کسی دوسرے انسان جو موجودہ انسان سے درجہ و شرف میں

افضل و اعلیٰ ہو اس کے جسم میں آئے یا ترقی کرکے کچھ اور آگے بڑھے۔

یہ عقیدہ بھی درحقیقت خواہش نفس کی تکمیل میں ہارج نہیں۔ کیونکہ کون جانتا ہے کہ ہم پہلے جنم میں کیا تھے اور دنیا میں جو چرندو پرند نظر آتے ہیں ان میں سے کون اگلے جنم میں کیا تھا۔ جب گزشتہ حالت جو خود اسی کی موجودہ روح پر گزر چکی ہے اس کی روح کو یاد نہیں تو آئندہ جو کچھ ہوگا اس کی کیا فکر ہے

بظاہر کسی حیوان کو کچھ غمگین یا پشیماں اور شرمندہ نہیں پاتے اور کوئی بھی پچھتاتا نظر نہیں آتا کہ کاش اگلے جنم میں جب ہم انسان تھے تو ایسے برے اعمال نہ کرتے جس کی وجہ سے آج اس حیوانی شکل میں ہیں۔ بلکہ ہم تو انسانوں سے زیادہ مطمئن اور شاداں و فرحاں حیوان ہی کو پاتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

جو ہیں آواگون والے نہیں کچھ بھی انہیں پروا کہ مرنے سے ہے ڈرنا کیا بدلنا ہے فقط چولا
تھے کیا پہلے جنم میں ؟ کون ہے اسکی خبر رکھتا اگر اب کے بھی کچھ ہونگے تو ہونگے غم نہیں اس کا
کہیں ہم شاد انسانوں سے پاتے ہیں پرندوں کو
زیادہ دیکھتے ہیں خوش چرندوں کو درندوں کو

غرض یہ عقیدہ بھی عذاب آخرت کے خوف سے بچنے کے لئے اور تکمیل ہوائے نفس کے راستے کو صاف اور بے خطر بنانے کے لئے پیدا کیا گیا۔ اور بس۔ ورنہ کوئی آسمانی کتاب اس عقیدے کی حامی نہیں۔

اہل فلسفہ کے خیالات تو حالات بعد مرگ سے متعلق اور بھی ہیں۔ مگر آجکل جن

لوگوں سے ہمارے آئے دن کے سابقے ہیں وہ انہیں دونوں میں سے کسی ایک عقیدے کے ہیں اس لئے اس مثنوی میں انہیں دونوں عقیدوں پر کافی روشنی ڈالی گئی ہے اور باقی سے تقریباً قطع نظر کیا گیا ہے۔

ہاں، ایک جماعت عذاب آخرت کی طرف سے اپنے دل کو مطمئن کر لینے والی اور بھی ہے اور یہ جماعت بہت بڑی ہے اور تقریباً اکثر مذاہب میں اس جماعت کا عنصر غالب ہے۔

وہ کفارہ یا شفاعت کاملہ کا عقیدہ رکھنے والے ہیں یعنی کسی پیغمبر یا بزرگ کا شہید کر دیا جانا ان کے پیروں کے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اور وہ اللہ تعالے کو اپنی شہادت اور اپنے خون ناحق کا واسطہ دیکر اپنے خون بہا میں اپنے تمام ماننے والوں کو بخشوا لیں گے۔ اگر کسی جماعت میں خوں بہا اور کفارے کا عقیدہ نہیں ہے تو شفاعت کاملہ کا عقیدہ تو ضرور ہے۔ غرض ان کے نفس نے ان کو اس طرح ایک غلط بھروسا اور غلط امید دلا کر عذاب آخرت سے مطمئن کر دیا ہے اور یہ بے خوف ہو کر اپنے نفس کی تمام خواہشوں کو پورا کر لیا کرتے ہیں۔ (مسدس عبرت زلزلہ)

اسی اطمینان پر جو چاہتے ہیں لوگ کرتے ہیں — بچا کر آنکھ لوگوں کی بہت کچھ کر گذرتے ہیں
خدا کا ڈر کہاں، از خلق سے کچھ کچھ جو ڈرتے ہیں — تو نقشے میں ہوس کے رنگ مذہب کا یہ بھرتے ہیں

مذہب و مکر کو دنیا سپر اپنا سمجھتی ہے
دیانت میں دنیا ضرر اپنا سمجھتی ہے

اس جماعت سے خطاب اس مثنوی میں تقریباً مطلق نہیں ہے۔ ان کے لیے ایک مستقل رسالہ زیرِ تالیف ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ "شفاعت" کے مسئلے پر بحث کی گئی ہے۔ کہ شفاعت تو قیامت میں ضرور ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک شفیع المذنبین ہیں اور آپ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی حضور میں گنہگاران اُمت کی ضرور شفاعت کریں گے۔ ملائکہ علیہم السلام کی شفاعت کا ذکر تو خود قرآن پاک میں مذکور ہے۔ مگر شفاعت انہیں گنہگاروں کی ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں کو شفاعت کی اجازت دیگا اور وہی لوگ شفاعت کر سکیں گے جن کو اللہ تعالےٰ شفاعت کا اختیار دیگا۔ نہ ہر بزرگ شفاعت کرنے کا حقدار ہوگا اور نہ ہر گنہگار کے لیے شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اسلئے جو لوگ شفاعت کے بھروسے پر جو چاہتے ہیں کرتے ہیں وہ شیطان کے دھوکے میں مبتلا ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ اس مثنوی میں دو ہی قسم کے حضرات مخاطب ہیں۔ ایک تو وہ جنکا عقیدہ ہے کہ "مرگئے مٹ گئے" دوسرے وہ جو تناسخ یعنی آواگون کے قائل ہیں۔

ان دونوں جماعتوں کو سمجھایا گیا ہے کہ اسلام نے مرنے کے بعد کے متعلق جو بتایا ہے کہ مرنے کے بعد پھر ایک دوسری زندگی ہے۔ اور آخر ایک دن جزا و سزا کا آئے گا۔ جب تک وہ دن نہ آئے اچھی روحیں اچھے مقام یعنی عِلّیّین میں اور بُری روحیں بُری جگہ یعنی سِجّین میں رہیں گی۔ اور حساب وکتاب کے بعد نیکوکار

جنت میں اور بدکار دوزخ میں رہیں گے۔ یہی عقیدہ حق اور صحیح ہے۔

اس مثنوی نے جنت و دوزخ اور قیام قیامت پر تو پوری بحث نہیں کی ہے گر مرنے کے بعد ایک دوسری زندگی جو اس دنیاوی زندگی سے مختلف ہوگی۔ اور اچھے لوگ مرنے کے بعد علیین میں اور برے سجین میں رہیں گے اس پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اور حساب و کتاب کو ثابت کیا ہے۔

اس اسلامی عقیدے پر مخالفوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ کمسن بچے جو مصائب و تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں یہ کیوں؟ کیونکہ قرآن پاک کہتا ہے مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ یعنی جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیاوی مصائب و تکالیف بھی پاداش عمل ہی ہیں مگر کمسن بچے تو معصوم اور غیر مکلف ہیں۔ جب ان کو کوئی تکلیف شرعی نہیں دی گئی ہے تو پھر یہ پاداش عمل کیسی؟ اگر یہ کہا جائے کہ والدین کے اعمال کا اثر بچوں پر پڑتا ہے تو قرآن پاک اس کی بھی مخالفت کر رہا ہے کہ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی یعنی ایک شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس لئے کمسن بچوں پر مصائب کے آنے کی کوئی معقول وجہ نہیں بتائی جاتی۔ علما جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک و مختار ہے۔ اس کو اپنے بندوں پر پورا اختیار ہے جس کو جس طرح چاہے رکھے لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ یعنی جو وہ کرتا ہے اس کے متعلق کسی کو اس سے کچھ پوچھنے کا حق نہیں۔ مگر یہ جواب اطمینان بخش نہیں کیونکہ کمسن بچے ہی پر اللہ تعالیٰ کو

اختیار تام حاصل ہو، اور جوانوں اور بوڑھوں پر نہ ہو یہ کیوں؟ بندے تو سب یکساں ہیں۔ عاقل و بالغ ہی پر مصائب ان کے اعمال کی وجہ سے کیوں آتے ہیں اور کیوں کہا گیا کہ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی ہم نے اون پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ صاف کہہ دیا جاتا کہ تم سب میرے بندے ہو۔ میری مِلکِ تام ہو۔ تم پر مجھ کو کامل اختیار ہے جس کو چاہوں گا جنت میں بھیجوں گا اور جس کو چاہوں گا دوزخ میں جھونک دوں گا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایسا نہیں ارشاد فرمایا بلکہ ہر نفس کے متعلق صاف فرما دیا کہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ یعنی جو اس نے کمایا وہی اس کے کام آئیگا اور جو بُرا کیا وہی اس کے لئے وبال ہوگا۔

مگر اس مثنوی میں اس سوال کا نہایت مدلل جواب دیا گیا ہے۔ اور اس بسیط جواب کے سلسلے میں جو دعویٰ پیش کیا گیا اُس کی سند میں قرآن پاک کی آیتیں بھی پیش کی گئی ہیں تاکہ فریق یہ نہ کہہ سکے کہ یہ تو تمہارا دعویٰ ہے تمہارے مذہب تمہاری کتاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ اور اصول مذہب کا چونکہ صراحتہً قرآن سے ثابت ہونا ضروری ہے اسلئے صرف قرآن ہی کی آیتیں پیش کی گئیں۔ روایتوں سے قطع نظر کیا گیا تاکہ سندیں جرح و تعدیل کی کشمکش سے محفوظ رہیں اور پھر ہر دعوے کی عقلی دلیل نہایت وضاحت سے بیان کر دی۔ درمیان میں جو شکوک پیدا ہوتے تھے ان کو رفع کرنا بھی میرا فرض تھا۔ مگر میں نے دیکھا کہ جہاں جو شک پیدا ہو رہا ہے اگر وہیں اس کا جواب

دیدوں تو بحث بہت طویل ہو جائے گی، اور خلط مبحث اس قدر ہو جائیگا کہ ناظرین موضوع بحث کو متعین کرنے میں دھوکا کھا جائیں گے۔ اس لئے مجبوراً اصل موضوع پر پوری بحث کرنے کے بعد مستقل ایک باب دفع دخل کا قائم کر دیا اور جتنے "دخل" یعنی اعتراض پیدا ہو رہے تھے نمبردار ہر ایک کا "دفع" یعنی جواب دیدیا گیا۔ اور ہر ایک اعتراض چونکہ نتیجہ حضرت عقل تھا اس لئے جوابات بھی عقلی ہی دئے گئے کہیں کہیں قرآن پاک کی کوئی آیت بھی ضرورۃً نقل کر دی گئی ہے۔

آخر مثنوی میں "مستدرکات مفیدہ" کے زیر عنوان مختلف عنوانات کی تحت میں ایسے متعدد ضروری مضامین بیان کئے گئے ہیں جن کا جاننا اس مثنوی کے ناظر کے لئے ضروری اور جن سے اس مثنوی کے اصل موضوع کو گہرا تعلق تھا۔

ایک یہ سوال بھی لوگوں کے سامنے تھا کہ دو شخص ہیں جن میں سے ایک عقائد و عبادات سے تو بالکل عاری ہے مگر اس کے معاملات و اخلاق نہایت اچھے ہیں اور اس نے اپنی ساری زندگی خدمت خلق کے لئے وقف کر دی ہے۔ غرض حسن اخلاق کا ایک مجسمہ ہے۔ اور دوسرا بالکل اس کے برعکس ہے۔ یعنی عقاید بھی صحیح رکھتا ہے اور عبادات بھی پوری طرح بجا لاتا ہے۔ مگر معاملات و اخلاق اس کے نہایت خراب ہیں۔ ایذا رسانی خلق میں ہمہ دم مستغرق رہتا ہے۔ مرنے کے بعد ان دونوں میں سے کس کی نجات ہوگی؟ کیا عقائد و عبادات نہ ہونے کی وجہ سے اس پہلے شخص کے سارے اخلاق حسنہ اور معاملات نیک ضبط ہو جائیں گے اور وہ سیدھے دوزخ میں

ڈال دیا جائے گا۔ اور صرف عقائد و عبادات کی وجہ سے اس دوسرے شخص کی ساری بد اخلاقیوں اور بد اعمالیوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور یہ سیدھا جنت میں داخل کر دیا جائیگا۔ یا شخص اول کی نجات باوجود عقائد و عبادات نہ ہونے کے صرف اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ کی وجہ سے ہو جائے گی۔ اور یہ دوسرا شخص باوجود عقائد و عبادات کے اخلاق حسنہ اور معاملات صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا؟

یہ سوال ملک میں خوب شائع ہوا اور سنا ہے کہ اکثر علمائے حق نے اس کے معقول جواب بھی دیئے ہیں۔ بہر حال اس مثنوی میں اس سوال کا بھی کافی جواب موجود ہے جو غالباً اور بزرگوں کے جوابات سے نوعیت میں الگ ہوگا۔ دیکھئے "رفع اشتباہِ یارانِ طریقت" صفحہ ۴۱ اور "مقصود از تخلیق جن و انس" صفحہ ۴۳ تا صفحہ ۴۶

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد مدظلہ کا شبہہ

میں نے اس مثنوی کے صفحہ ۱ میں "تقریب" کے عنوان سے آیۂ کریمہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ

کا ترجمہ اور اس کی ایک تفسیر لکھی ہے۔ یہ تفسیر اس میں شک نہیں کہ کسی دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ مگر صرف اس لئے کہ یہ بات میرے ذہن میں آئی ہے اور کسی

دوسرے مفسر نے نہیں لکھی ہے۔ یہ تفسیر غلط قرار دیدی جائے انصافاً صحیح نہیں۔ اللہ کا کلام ایک دریائے بیکراں ہے۔ ہر غواص کو کچھ نہ کچھ نئے موتی قیمتی سے قیمتی مل جاتے ہیں۔ لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی۔ ولو جئنا بمثلہ مددا ہ

باقی رہا یہ الزام کہ "ترجمے میں "فوقھم" کا ترجمہ نظر انداز کر دیا گیا ہے" جس کی وجہ سے میری بیان کردہ تفسیر حضرت مولانا کے نزدیک محل نظر ہے صحیح نہیں۔

لفظ "فوق" کے معنی وضعی میں بلندی مکانی کا مفہوم ضرور ہے۔ مگر اس کا استعمال غلبہ، زیادہ، احاطہ، برتری، فضل وغیرہ معانی میں بھی بکثرت موجود ہے۔ باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ خود قرآن پاک ہی کی مندرجہ ذیل آیتیں ملاحظہ کی جائیں۔

۱۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا۔ (آل عمران جـ۳ ع۱۴) میں بمعنی غلبہ

بمعنی زیادت:
۲۔ فان کن نساء فوق اثنتین (نساء جـ۴ ع۱۳)
۳۔ وفوق کل ذی علم علیم ہ (یوسف جـ۱۳ ع۴)

بمعنی احاطت:
۴۔ وھو القاھر فوق عبادہ (انعام جـ۷ ع۱۴)
۵۔ وانا فوقھم قاھرون۔ (اعراف جـ۹ ع۱۵)

۶۔ ورفعنا بعضھم فوق بعض درجٰت (زخرف جـ۲۵ ع۹) بمعنی علو مرتبت

۷۔ والذین اتقوا فوقهم یوم القیمة (بقرہ ج۲ ع۲۶/۱) بمعنی علو مرتبت

۸۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (آیت۲ سورہ حجرات ج۲۶ ع۱۳) بمعنی شدت

۹۔ فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم کل بنان (انفال ج۹ ع۲/۱۶) بمعنی "علی"

۱۰۔ زدناهم عذابا فوق العذاب بما کانوا یفسدون ○ (ج۱۴ ع۱۸) بمعنی علاوہ

۱۱۔ ان اللہ لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة فما فوقها۔

(بقرہ ج۱ ع۳/۳) بمعنی "دُوْنَ"

مذکورہ بالا آیات کریمہ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہو گیا کہ فوق کے معنی ہیں بلندی مکانی کی تخصیص ضروری نہیں اس لئے میں نے جو وجعلنا فوقکم میں معنی احاطت کو ملحوظ رکھتے ہوئے "فوقکم" کا ترجمہ فقط "تم پر" لکھا تو اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

مگر سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ مولانا نے فوق کے ترجمے میں بلندی مکانی پر تو اتنا زور دینا ضروری تصور فرمایا۔ مگر سبع طرائق کے ترجمے میں طرائق سے اجرام فلکیہ کے مراد لینے کے لئے کوئی قرینہ حالیہ یا مقالیہ تلاش نہ فرمایا۔ طرائق تو "طریقہ" کی جمع ہے جس کے معنی راستہ، سیرت، حالت، کیفیت، وغیرہ ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس لفظ سے ستارہ کیونکر سمجھا جا سکتا ہے۔

میں مضمون کو خواہ مخواہ طول دینا نہیں چاہتا اسلئے اپنی بیان کردہ تفسیر کی تائید میں اب صرف قرآن پاک ہی کی پوری آیت پیش کر دیتا ہوں جس کی آخری کڑی یہی

سبع طرائق والی آیت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۝ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ق وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝ (ابتدائے سورہ مومنون جـ۱۸ ع۱) دیکھئے سبع طرائق کے سلسلے کو گن کر اللہ تعالیٰ نے کس خوبصورتی سے بات یہ کہہ کر ختم کر دی کہ "فتبارک اللہ احسن الخالقین" اس کے بعد چونکہ اصل تو موت و بعد الموت سے ڈرانا مقصود ہے اسلئے موت اور بعث بعد الموت کا ذکر بطور عطف نظر مخاطب ہوئے اصل مقصود کرتے ہوئے وہ سات حالتیں جو اوپر گن کر سنا دیں اُن کو اجمالاً یوں بتا دیا کہ ولقد خلقنا فوقکم سبع طرائق الخ سبحان اللہ سبحان اللہ!

باقی رہ جاتی ہے ایک بات۔ وہ یہ کہ میں نے اپنی بیان کردہ تفسیر میں انسان کے لئے تین عالم۔ عالم انتشار۔ پھر عالم اجتماع اس کے بعد عالم معاملہ یعنی دنیا قرار دیتے ہوئے ہر جگہ اسکے لئے سات سات حالات بیان کئے ہیں اور اس آیت شریفہ سے استدلال کیا ہے اور یہاں تو صرف ایک ہی عالم یعنی عالم اجتماع پشت پدر و شکم مادر کے حالات بیان کئے ہیں اور بس۔ اسلئے اول و آخر کے سات حالات کہاں آگئے میں

اس وضاحت سے مذکور ہیں ؟

مختصراً اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی منزل عالم انتشار کے سات حالات بھی قرآن پاک میں ضرور مذکور ہیں ۔ مگر عالم انتشار کے حالات ہیں اسلئے اس کی آیتیں بھی منتشر ہیں۔ اور مختلف مقامات میں ہیں ۔ جن کو یکجا کیا جا سکتا ہے ۔ مگر یہ بات اتنی واضح اور صحیح ہے کہ ہر صاحب عقل اس کو بے دلیل تسلیم کرے گا بلکہ قبل سے تسلیم کئے ہوئے ہے اس لئے اس کے لئے تمام آیتوں کو مجتمع کرنے کی خواہ مخواہ کوئی ضرورت نہیں ۔

باقی رہیں بعد کی منزلیں یعنی عالم معاملہ کے سات حالات ۔ اس کی آیتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں مگر یہ بھی بے حد واضح ہے ۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر مولود پر یہ سات حالتیں گزریں ۔ کیونکہ کوئی بچہ ہی مر جاتا ہے کوئی جوان، کوئی ادھیڑ ۔ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ اس لئے دنیا کی یہ سات حالتیں ہر ایک پر مترتب بھی نہیں ہوتی ہیں ۔

آخر میں میں اس مقدمے کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ۝ کہ اے پروردگار ! ہمیں دنیا میں بھی "حسنہ" عطا فرما ۔ یعنی توفیق دے کہ وہ سارے فرائض جو دنیا سے متعلق مجھ پر عائد کئے گئے ہیں ۔ اور جن سے

اصلاح دنیا کا تعلق ہے اُن فرائض کو ہمیشہ پوری طرح ادا کرا۔ اور اُن کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور آخرت میں بھی "حسنہ" عطا فرما۔ یعنی وہ فرائض جن کا تعلق اصلاح آخرت سے ہے اُن کو بھی ہم سے پوری طرح ادا کرا دے۔ اور اُن کو پوری طرح کرتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ یعنی حسنۂ دنیا (حسن معاملات وحسن اخلاق) بھی ہم کو عطا فرما اور حسنۂ آخرت (حسن عقائد وحسن عبادات) بھی ہم کو مرحمت کر۔ اور ہم کو عذاب دوزخ سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

خاکسار

تمنا عمادی مجیبی پھلواروی غفرلہٗ

رباعیات

مذہب جو نہو کوئی مہذّب نہ رہے
انسان انسان نہو جو مذہب نہ رہے
مذہب یعنی ہے آدمیّت اک لفظ
مہمل ہے وہ لفظ جس میں مطلب نہ رہے

مذہب کو سمجھ کے راہ ٹھکراؤ گے
اور عقل کی آنکھ پا کے اتراؤ گے
لیکن تم کام لیکے آنکھوں سے فقط
رستے کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گے

گھر سے شبِ تار میں نکلئے تو سہی | آنکھیں ہوں مُندی اگر سنبھلئے تو سہی
مذہب ہے اگر راہ، تو ہے عقل بھی آنکھ | ہے آنکھ کے راستے پہ چلئے، تو سہی

ہے عقل، تو مذہب سے یہ نفرت کیسی؟ | مذہب ہے اگر، عقل سے وحشت کیسی؟
مذہب اک راستہ ہے اور عقل ہے آنکھ | رستے اور آنکھ میں رقابت کیسی؟

چارہ نہیں ہرچند درایت کے بغیر | مانو نہ روایت کو درایت کے بغیر
تقلید ہے رات، اور تحقیق ہے شمع | شب کو نہ چلو شمع ہدایت کے بغیر

تمنا عمادی مجیبی غفرلہٗ

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ
(جاثیہ جز ۲۵ ع ۴/۲)

اِئْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ
(ع ۱ جز ۲۶ سورہ احقاف)

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ
(آخر سورہ قصص جز ۲۰ ع ۹/۱۲)

(مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى)
(ابتداء ع ۳/۱۲ جز ۱۶ سورہ طٰہٰ)

وَلَقَدْ
خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ
سَبْعَ طَرَآئِقَ
وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ
(مومنون ج ۱۸ رکوع اول)

مثنوی
معاش و معاد

(من)

العبد الذليل لربه الجليل الباری
محمدٌ الشهير بمحي الدين المتعارف بتخلص تمنا الفلواری
اوصله الله الى احسن ما تمنى ووفقه لما يحب ويرضى

حسب فرمایش ارکان مسلم ایسوسی ایشن پھلواری شریف ضلع پٹنہ

باہتمام سید نور الحسن پھلواری

در برقی مشین پریس محلہ مراد پور بانکی پور پٹنہ حلیۂ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے کہ حیراں عقلہا در شانِ تو
عجز از عرفانِ تو عرفانِ تو

ذرہ ذرہ شاہدِ یکتائیت
با ہمہ پنہانیت پیدائیت

ہر چہ ہست از سرد و گرم و خشک و تر
ہست بر سنگِ درت بنہادہ سر

قدرتت کو فاعلِ ہر ما ترید
کُلَّ شَیٍٔ حَیٍّ مِنَ الْمَاءِ آفرید

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ رَزَّاقُ الْجَنِیْن
صبح کرنے والا — پیٹ کے بچے کو رزق دینے والا
خَالِقُ الْاِنْسَانِ مِنْ مَّاءٍ مَّھِیْن
انسان کو ایک ذلیل پانی سے پیدا کرنے والا

ہر چہ انسان است از حلقوم و دوش
ہم ز دست و پا و پشت و چشم و گوش

مرد را بخشیدہ اے لَمْ یَزَلْ
اے نہیں مٹنے والے
جَازِیًا عَمَّا جَنَیْنَا قَدْ فَعَلْ
جو کچھ جنین رہنے کی حالت میں اس نے چاہی سکے

زانکہ خود فرمودہ ذُو الْعَطَا
لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
انسان کے پاس نہیں ہے مگر وہی جو کچھ اس نے کیا ہو

ہر چہ انسان است از سعی وی است
گرچہ استحقاق بے فضلت کے است

[illegible] مثنوی [illegible]

انچه زو از نیکوئی آمد پدید	داد بیش اجر مضاعف بل مزید
یک بلا بر ما کسبت ایدی خطیر جو کچھ اس نے کیا	از تو آسان آید و تعفو عن کثیر اور تو بہتیری باتوں سے درگزر کرتا ہے

ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر[1] ۲۵ پ سورۂ شوریٰ

چوں کنم اے خالق بالا و پست	شکر نعمتہائے تو چندانکہ ہست
رب اوزعنی لان اثنی علیک	انما التوفیق امر من لدیک

نعت

حبذا آں شمع جمع انبیاء	گرد راہش کحل چشم اولیاء
حبذا ہر خلق او خلق عظیم	ہم کریم و ہم رؤف و ہم رحیم
حبذا ہم امی و ہم شہ نعلم	خود سراپا سر علم و ہم علیم

[1] ترجمہ۔ جو کچھ مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ سب تمہارے ہی ہاتھوں کی [illegible] ۔ اللہ تعالیٰ بہت [illegible] باتوں سے درگزر کرتا ہے ۱۲

حبذا شمع شبستانِ ہُدیٰ	قامتِ بے سایہ اش ظلِ خدا
او نبی و ہم شفیع المذنبیں	آدم و حوّا میان ماء و طین

مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ سورہ حدید ع ۳ پ ۲۷ ۳/۱۹

ترجمہ ۞ جو کچھ بھی (اچھا برا) تمہارے ساتھ ہوتا ہے روئے زمین پر یا خود تمہاری جانوں میں وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھا ہوا ہوتا ہے قبل اس کے کہ ہم اس کا نفاذ کریں۔ اور یہ اللہ کے نزدیک آسان ہے (یعنی قبل کسی بات کے ظہور ہونے کے اس کا پہلے سے کہیں لکھ رکھنا اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں) (اور یہ اسلئے کہہ دیا گیا) کہ جو کچھ تم سے چھن جائے اس کا کچھ غم نہ کیا کرو اور جو کچھ تمہیں ملے اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اکڑ کر چلنے والے شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ما اصابکم من مصیبۃ میں مصیبت کا لفظ عام ہے ہر وہ بات جو کسی تک پہنچے اس کو لغۃً مصیبت کہہ سکتے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۞ فضل پہنچانے کو بھی یُصِیبُ سے تعبیر کیا گیا۔ یہاں اس آیت سے استدلال یہ کیا گیا کہ آپ (صلعم) کے لئے نبوت آدم و حوا علیہما السلام کی پیدایش سے قبل ہی لوح محفوظ میں لکھ دی گئی تھی۔ اسلئے یہ مشہور حدیث غلط نہیں۔ منہ۔

۞ آخر سورہ یونس۔ پ ۱۱۔ ع ۱۱/۱۶

منقبتِ قرآنِ مجید

اے شدہ آیاتِ فرقانِ مبیں	حرف حرفش رحمۃ للمومنین

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ
سورہ بنی اسرائیل ج ۱۵ ع ۹/۹

اِقْرَءُوْا فِيْهِ هُدًى فِيْهِ شِفَآءٌ	اِنَّهٗ يَشْفِيْكُمْ مِنْ كُلِّ دَآءٍ

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ سورہ حم سجدہ۔ آخر جز ۲۴ ع ۵/۱۹

پارہائش پارہائے مہر و ماہ	ضو فشاں ہر منزلش چوں شمعِ راہ
صفحہ اش دریائے علمِ بے کراں	اندراں ہر سطر او موجِ رواں
فتحہ اش صد فتوح آید بہ پیش	کسرہ اش اکسیرِ کسر از فہم بیش
ضمہ اش منضم باثارِ فتوح	سر بسر ہمچوں کلید قفلِ روح

ترجمہ۔ ہم اُتارتے ہیں قرآن سے وہ باتیں جو شفا اور رحمت ہیں ایمان رکھنے والوں کے لیے ۱۲ منہ
کہہ دو (اے رسول) کہ وہ (قرآن) ایمان رکھنے والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے ۲ منہ

از پے دلہاست رمزش سکوں	واقفیت است و نقش رہنموں
نقطہ اش در نہاں صد نکتہا	مرکزے باشد محیط علم را
اتواناں را مدد ہر مداں	در دو وا از دو وا رہست امال
کے برآید کار بے آفتاب	لیس یکفینا من الماء السراب
حرمتش بے تا زو بے احترام	مس او بے تا مطہر شد حرام
حیذا وقت تلاوت چو ہست	بندہ با مالک آید ہم سخن

جلوہ گاہ معنیش با دلم
رہنما او باد در ہر منزلم

تقدمہ

اندریں دنیا کہ دنیا جستجوست	ہر کسے را وحشت از دیگر و نیست
ہر کجا [illegible] جو او از ہر [illegible]	نعرہ آزادیت [illegible] گوش

بنگری جمعی بهر جا مجتمع
مقصدی نا گفتنی پنهان بدل
قوم قوم و ملک ملک اندر دهن
گه بلب غوغای بربادی ملک
دعوی حریت ایشان زلب
گریه ایشان برای خنده
نعره شان "من خدا و من رسول"

بی طمع گفتار و سرتا پا طمع
بر زبان صد فقرهای مشتعل
نام مذهب بر لب و نام وطن
گه بسر سودای آزادی ملک
دست و لب بگشاده از بهر طلب
ور نه هر وعظ و درد چیده
هم نه بیند سلمی جز "من یقول"
که می گوید؟

ای که می داری فغان "قوم قوم"
"قوم قوم" هست آخر قوم کو
قوم افراد منظم راست نام
قوم اگر نبود منظم، قوم کو

این فغان در یقظه هست یا نوم
منتظر لیل است اینگه یوم کو
در تشتت این لقب مستش حرم
فاقه هست از نیست نیت صوم کو

فارغ از تنظیم و دراصلاح محو — صرف[1] را بگزاشتہ خوانی چہ نحو

شد ہمہ تہذیب[2] و تدبیرت[3] ہلاک — جملہ داری در سیاست انہماک

اے کہ ہستت ناجہذب ذاتہا[4] — ابترت ہست اقتصادیاتہا[5]

ایں سیاستہائے تو دیوانگی ست — غفلتت چوں از امور خانگی ست

ایں سیاستہا تجارتہائے تست — بر مفاد قوم غارتہائے تست

دام آزادی مگر گسترده — بندۂ خود قوم خود را کرده

جمعے دیگر

ہمچناں جمعیت حریت طلب — دعویٰ آزادگی ہستش بلب

ہر زماں سودائے آزادی بسر — محو در ہنگامۂ وحشت اثر

---

[1] مراد از علم صرف و علم نحو یعنی صرف سے الفاظ مفردہ کے احوال اور نحو سے مرکبات کے حالات معلوم ہوتے ہیں اسلئے پہلے صرف پڑھ لینا ضروری ہے۔ [2] "تہذیب" سے مراد تہذیب الاخلاق ہے یعنی شخصی اصلاح۔ [3] "تدبیر" سے مراد تدبیر المنزل ہے۔ یعنی خانگی اصلاح۔ [4] "ناجہذب ذاتہا" یعنی اشخاص تہذیب الاخلاق سے [illegible]ری ہیں۔ [5] یعنی تمہارے اقتصادی اور خانگی حالات خراب ہو رہے ہیں۔

نزد ایشان اندرین دورِ زمان
امتیازے نیست در خرد و کلان

نیست در سر جز ہوای خودسری
می کند سالاریئے ہر لشکری

علمِ شاگردان ز استادان فزون
از مریدان اند پیران سرنگون

شد زنان از خانه داری بیزارہا
شوہر اندر خانهٔ زن رکو چہا

از قیود امر و نہی امہات
راه آزادی ہمی جوید نبات

خواہی ار پابندی خود را کشود
دیگران را ہم رہا کن از قیود

ہیے که این پابستگیہا رحمتے است
از برائے امن عالم علتے است

گر نباشد جبر و قید اندر جہان
زیر دستے از کجا یابد امان

فہم این سر ہر که عقلش رہنمون است
"خویش آزادی مگر خویش جنون است"

جمع سویم

ہمچنان جمع سویم باشد بہر
ظاہرش شہد است و باطن حمله زہر

زعم حریت مر ایشان را بدل — هر نفس در خطرهٔ ایمان گسل
سید الاحرار زیشان هر یکے — عقل ایشان بر ایشان جهلکے
هارب از پابندیِ دینِ مبین — هر دمش نفسِ بدش اندر کمین
بندگیِ حق گلویش راست طوق — بندهٔ نفس ست او تا بشوق
بندگیِ نفس اصل دین او — جملہ تسویلاتِ نفس آئین او
گر پرستاری نفس ست اینچنین — هر چه خواهی کن که آزادیست دین
در جهان ظلم ست جملہ دار و گیر — اینچنین آزاد اگر باید ضمیر

اے که هستی در هواها پا بگل — نیست این مفهوم آزادیٔ دل
فکر آزادی تو میداری به پیش — در رهِ تکمیل خواهشهائے خویش
بایدت آزاد و خرم زیستن — در رهِ تکمیل فرض خویشتن
نے رهی از ترک گو بر جاده رو — در پسِ رهبر مگر آزاده رو

انچه خود خواهی پۓ دیگر بخواه
هان مشو پابند حرص نفس بد

با دگر آزاده رو یکسان براه
جهد کن از بهر آزادیٔ خود

فرض خود بشناس و در دل شاد باش
در ادائے فرض خود آزاد باش

رجوع بمقصد

الغرض این قوم حریت زده
کل یوم در اهشته حالات او

دستها در دامن وحشت زده
ما یقولش روشن از ما فات او

بر سر شاخ است و در پیش ثمر
بهر آزادی چو کرد اعلان جنگ

انچه بر باد خواهد رفت انچه بر باد رفت
می کشد لیک ارّه دریای شجر
کرد یکجا خنجر و تیغ و تفنگ

خنجر حرّیت او اوّل نهاد
باز چون شمشیر آزادی کشید

بر رگ جان معاش و اقتصاد
غیرت و شرم و حیا را سر برید

اے زہے آزادیِ ایں اہلِ درد | کارِ اینان حیلہ از عقل ست و ورد

تیغِ حریت بسے چوں آختند | شرع و دیں را مرغِ بسمل ساختند

ننگرند ایشاں ز چشمِ امتیاز | عیشِ آزادانِ یورپ را بہ آز

چوں کسانے کز تنک ظرفیِ خود | عمرہا بُردند بر قاروں حسد

اول ایں قوم گرفتارِ جنوں | خوفِ خالق کرد از دلہا بروں

منکر آمد بعث بعد الموت را | تا نباشد وحشت از روزِ جزا

خوفِ حشرش باز نے ترسِ سقر | می کند او ہر چہ خواہد بے خطر

ہر کسے زیشاں ست غافل از اجل | جز بدنیا نیستش سعی و عمل

ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (آخر کہف ج۱۶ ع ۱۲/۲)

انکی کوششیں دنیاوی سامان زندگی کی فراہمی ہیں برباد ہوئیں اور یہی سمجھتے رہے کہ ہم تو بہت اچھا کام کر رہے ہیں

قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ عیش دنیا کے طلبگاروں نے کہا کہ کاش کہ ہمیں بھی ہوتا جو کچھ قارون کو دیا گیا ہے۔ وہ تو بڑی قسمت والا ہے۔ (سورہ قصص ج۲۰ ع ۸/۱)

یاست ایشاں را ز دیں انکار نام | یاست اقرارے کہ انکارش غلام
قوتے گویند و حق نامش نہند | خالقش گویند و ثنائش دہند
بے شعور و بے حس و بے اختیار | جنس ایشاں را بود پروردگار
نا گزیر آمد قبول علتے | قوتے لیکن نہ صاحب قوتے
نیک اند عقل و دانش کراست | قوتے بے صاحب قوت کجاست

زاں ہمی گویند حق را بے شعور | از سزائے جرم تا باشند دور
ہر کرا باشد نہ علم و آگہی | کے دہد کس را سزائے گمرہی
زیں چنوں از خوف خالق ایمنند | لیک خوف از خلق بیجد می کنند
جرم نبود ہیچ جرمے نزد شاں | تا نباشد دیگراں را علم آں
نزد شاں باشد ہنر اخفائے جرم | جرم میدانند صرف افشائے جرم
جرم باشد در حد قانوں اگر | نزد ایشاں بہتریں باشد ہنر

خلق را گویند آرے دینم است — حسنِ خلق و حسنِ کار آئینم است
دین نیامد جز پئے منعِ فساد — دیں بود با اہلِ عالم عدل و داد
"ما نیازاریم بر روئے زمیں — ہیچ کس را دینِ ما باشد ہمیں"

نیست ایں الفاظ غیر از قولِ زُر — در حقیقت از حقیقت ہست دُور
احترازست ایں فقط ز ایرادِ خلق — تا رہند از طعنۂ الحادِ خلق
خود اگر بینی دریں اہلِ ریا — حسن در خُلق ست نے در کارہا
کار ایشاں جملہ زشت و جملہ بد — خُلقِ ایشاں نیست جز بغض و حسد
ظاہرِ شاں روشن و باطن سیاہ — رہبری خواہند و خود گم کردہ راہ
ایں اسیرانِ کمندِ حرص و آز — ایں نہ بینند از نگاہِ امتیاز
ہر کہ ہست از مسلمین از ہنود — گبر باشد یا نصاریٰ یا جہود
یا کسے دہریۂ بدیں بود — حسنِ خلقش مسلک و آئیں بود

هر که بدکار است قول اوست تیز
دزد هم گوید که دزدی نارواست
بخل را هر کس شناسد خوی بد
قاتلاں را هم همی آید نظر

نیکی کارست از جانم عزیز
نزد ظالم هم ستم کردن خطاست
هر کسے بگریزد از بغض و حسد
قتل بے جرم ست جرم سخت تر

همچناں جود و سخا و عدل و داد
صدق و همدردی و هم رحم و کرم
صبر و شکر و عفو و اخلاص و وفا
لیک باشد دین و مذهب گر همین

خُلق داند خَلق ارباب سداد
خَلق داند مسلک اهل همم
خَلق داند مذهب اهل صفا
نیست بیدین هیچ شخصے بر زمین

حسن خُلق و حسن کارست امر عام
خُلق و کار نیک را جسمے بداں

دیں عبادات و عقائد راست نام
جاں عبادات و عقائد اندراں

بر عقائد داں بنائے شرع و دیں	چوں ستوں باشد عبادت بہرِ ایں

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز قائم رکھی اس نے دین کو قائم رکھا۔ اور جس نے نماز (کی عمارت) کو ڈھا دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

سقفِ می داں خُلق و کارِ نیک را	خانہ نبود بے ستوں نے بے بنا
تو کجا باشی چو نبود خانہ اُت	ہر کجا باشی جہاں بیگانہ اُت
سبزہ بیگانہ اندر چمن	کے تو دانی لذتِ حب الوطن
زانکہ نبود اعتماد ہیچ کس	خلق در کار تو دارد پیش و پس
ہر کجا از خلق خوئے آیدت	حسنِ کار و حسنِ سیرت باشدت
ہر کجا تنہائیے باشد ترا	از کہ ترسی؟ گر نہ ترسی از خدا
نیست سیرت گر عقائد نیستت	جز عبادت لیک شاہد نیستت

وعدہ را سازی مؤکد از قسم
حسنِ اخلاقت نباشد معتمد

چوں خدا نیست اینت نیست ہم
چوں ترا نبود بدل خوفِ احد

پس نباید اندریں دار فتن
بے عبادات و عقائد زینہار

بے عبادات و عقاید زیستن
حسنِ خلقت باشدت بے حسن کار

اگر نہ باور آیدت ایں مختصر
مثنویم را بچشم دل نگر

تقریب

قال اللہ تعالیٰ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَائِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ

(سورۂ مومن۔ جز ۱۸ رکوع اول)

(ترجمہ) اور ہم نے تم پر سات طریقے پیدا کئے۔ اور ہم (کو الف) تخلیق سے غافل نہیں ہیں۔

ایک انسان پہلے عالم انتشار میں تھا۔ یعنی اس کے اجزا پہلے خدا جانے کہاں کہاں منتشر تھے۔ اس کے بعد عالم اجتماع میں آیا جس کی دو منزلیں ہیں صلب پدر اور شکم مادر۔ یہاں اس کے تمام ذرات مجتمع ہوئے اور وہ ایک ننھا سا انسان بن گیا۔ ان دونوں منزلوں میں نقطۂ تخلیق جسم ہو گئی اور جسم سے روح کا تعلق پیدا ہو گیا۔ جسم کی یہاں اسی قدر تکمیل ہوئی جتنی کہ تعلق روح کے لئے ضروری تھی۔ اس کے بعد عالم اعمال میں آیا۔ یعنی عالم اسباب میں۔ یہاں پہلے جسم کی تکمیل ہوئی اور رفتہ رفتہ روح کی دماغی پرورش اور تعلیم۔ اگر خام روح ناتجربہ کار کو مکمل جسم مل جاتا تو بہت سے نقصانات کا احتمال کیا کہ یقین تھا۔ اسلئے جسم کی تکمیل روح کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ ہوئی۔ پہلے عالم یعنی انتشار میں سات مرحلے طے ہوئے۔ پہلے ذرات تھے جو پانی کے ساتھ پھر زمین میں بوئے ہوئے دانوں

کی تو راک بن کر اس کے اجزا، اور دوسرے اجزاء کے ساتھ اسی میں جذب ہوتے
گئے۔ پھر پودا پھر درخت ہوا۔ پھر اسی میں شگوفے نکلے جن میں وہ اجزائے انسانی پنہاں تھے۔
پھر پھل ہوئے۔ جن چند پھلوں میں اسی ایک انسان کے اجزا پنہاں تھے ان پھلوں
کو اس آنے والے انسان کے باپ ماں نے کھایا۔ اب جب کہ تمام سے انہیں غذاؤں
کے ذریعے اس آنے والے انسان کے اجزا اس کے باپ ماں کے بدن میں آگئے۔
تو اب یہاں سے دوسرا عالم یعنی عالم اجتماع شروع ہوا۔ یہاں بھی اسی طرح سات
مرحلے اس کو طے کرنا پڑیں گے۔ تین اس عالم کی پہلی منزل یعنی پشت پدر میں اور چار
دوسری منزل یعنی بطن مادر میں۔ غذا۔ خون۔ پھر نطفہ۔ تین صورتیں اوس کی جسم پدر
میں رہیں۔ اور علقہ۔ مضغہ اور عظام مکسیہ بلحم (ہڈیاں جن پر گوشت چڑھا ہو) پھر جنین بطن
مادری میں بنا۔ دنیا میں آیا تو یہاں بھی وہی سات مرحلے ہیں۔ مولود۔ رضیع۔ صبی۔
مراہق۔ بالغ شاب۔ کہل۔ ہرم۔ اور اللہ تعالیٰ کچھ اس سے غافل نہیں کہ وہ کس کس
منزل میں تھا اور ہے یا رہے گا۔ اور عالم انتشار میں اس کے اجزا کہاں کہاں رہے
اور کہاں رہیں گے۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین ۝



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وبحمدہٖ

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد خیر خلقک وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم

کیفیتِ آفرینشِ انسانی

اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّھِیْنٍ ۝ فَجَعَلْنٰہُ فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ ۝ اِلٰی قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ۝ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ (مرسلٰت آخر پ ۲۹ ع ۱/۲)

کیا نہیں پیدا کیا ہم نے تم کو ایک ذلیل پانی سے۔ پھر بنایا ہم نے اس کو ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رہنے والا ایک مقدار معین تک۔ پھر اندازہ مقرر کیا ہم نے۔ پس کیا اچھا اندازہ معین کرنیوالے ہیں۔

آدمی گوشت است امروز آدمی
پیشتر زین او چہ بود امروز پوش

جسم و روح و ناطقہ دارد ہمی
یا بقرما یا بکن از من تو گوش

بود در عالم بہر اطراف شش | منتشر اجزائے دیمقراطیس[1]
دانہا چوں در زمیں کارید شد | وآبہا چوں از فلک بارید شد
جملہ اجزا ایش ز ہر چار آخشیج[2] | گشت با اجزائے آں دانہ مشیج[3]
کرد دانہ در زمیں جذب رُش | چند روز یافت در وی پرورش
بعد ازاں سر بر زد و گشتہ نہال | وندراں صد خوشہا پر مثال

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا
مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ
دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ
مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

[1] دیمقراط۔ دیمقراطیس۔ ایک یونانی حکیم تھا۔ اجزائے دیمقراطی ننھے ننھے ذرات بسیط جن کی تجزی محال ہے جن سے عالم اور عالم کی سب چیزیں بنیں۔ پہلے اس تھیوری کا انکشاف دیمقراطیس کو ہوا تھا۔ اسلئے اسی کے نام سے منسوب ہے۔ [2] آخشیج۔ عنصر چار۔ آخشیج یعنی آب و آتش و خاک و باد۔ [3] مشیج معنی آمیختہ۔

لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورہ انعام جزء ۷ رکوع ۱۲)

از ثمرہائش چو انسانے بخورد
زاں تمتع شد درو خونہا ہم
شہوتش راندہ سوئے پہلوئے زن
انچہ از اجزائے انسانے کہ بود

جسم او از وے تمتعہا ببرد
در زنش اندر رحم قہائش دمید هم
رفت و اِیّاھَا تَغَشّٰی لَیْلَۃً
مختفی در خوشہ من حیث الوجود

(ترجمہ[۱] پوری آیت کا) اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان (اوپر) سے پانی اتارا۔ پھر نکالی اس سے ہر چیز کی گھانس۔ پھر نکالی اس سے سبز کونپل (درخت) کہ نکالتے ہیں ہم اس سے تہ بتہ دانے اور کھجور کے اقسام سے کہ اسکے گچھے سے خوشے ہیں نیچے لٹکے ہوئے۔ اور باغ انگور زیتون اور انار کے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور مختلف۔ دیکھو اسکے پھلوں کی طرف جب وہ پھل دیں اور اس کے گچھے کی طرف۔ بیشک اس میں ایماندار قوم کیلئے نشانیاں ہیں۔ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ۔ اس کُلِّ شَیْءٍ میں بڑا رمز ہے۔ درحقیقت نبات خواہ جاندار کے اجزا ہوں یا نباتات کے ضمن میں اس کے اپنے اجزا کے ساتھ اگتے ہیں یہ اس کی طرف ایک نہایت لطیف اور بلیغ اشارہ ہے۔ جن درختوں اور پھلوں کا تذکرہ اس آیت میں ہے اون پھلوں میں مادہ منویہ کے پیدا کرنے کی بہت زیادہ صلاحیت ہے۔ ایماندار قوم کیلئے ان میں نشانیاں ہونے کا ذکر کس قدر صحیح ہے فَتَذَكَّرُوْا يَآ اَهْلَ الْاِيْمَانِ۔ ۱۲

[۲] یعنی با زن خود شبے ہم بستر شد۔ ۱۲

منتقل از دانه شد سوئے شجر
وز شجر شد منطلق اندر ثمر

وز ثمر در جسم آکل آمده
در تنش با خوں مشاکل آمده

چند قطرات دمش وقت تعال
نطفه گشت و یافت در بطن انتقال

اینست آں نطفه که اصل آدمیت
جمع اجزائے پریشانش منیست

نطفه باشد جوہر اصلیتش
اولیں منزل پس جمعیتش

آخراں اجزائے آناب و گل
جمع گشته شد ز صلبے منتقل

پس بفحوائے طبق بعد از طبق
در رحم آں نطفه گشت اول علق

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ - (سوره انشقاق پ ۳۰ ع ۹)

واں علق شد مضغه و بعد از عظام
کسوت آں عظم لحم آمد تمام

مانده تا ۹ ماه اندر بطن ام
روح بدنیا کرد در ماهِ دہم

در رحم او بود ناقص چوں ہلال
یافت در دنیا در انسانی کمال

وَلَقَدْ[1] خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ
نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا
الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ
لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

(رکوع ح ۱ سورہ مومنون)

ہر شے را کامیابی میسر نمی شود

لیک می بینی تو آخر بالیقین	این کہ ہر دانہ نروید از زمین
ہیچنان ہر نخل بارآور نشد	شد اگر ہر شاخ خوشہ ور نشد

[1] ترجمہ :- ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ بنا کر ایک ٹھہرنے کی جگہ میں رکھا۔ پھر ہم نے نطفے کو علقہ (یعنی جمے ہوئے خون کی طرح [illegible]) بنایا۔ پھر اس علقے کو لوتھڑا بنایا پھر اوسی ہڈی پر گوشت چڑھایا۔ اسکے بعد اسکو ایک دوسری تخلیق میں کھڑا کیا۔ پس برکت والا ہے اللہ جو نہایت بہتر پیدا کرنے والا ہے۔

ہمچناں در خوشہ نبود ہر ثمر — کش بود در معدہ شخصے گذر

ہمچناں ہر لقمہ را نبود مساغ — تا بود خون دل و قوت دماغ

ہمچناں ہر قطرہ خون بدن — کے تواند مایہ نطفہ شدن

ہمچناں ہر نطفہ نبود مستحق — تا کنندش سوئے بطنے منطلق

ہمچناں اندر رحم ہر نطفہ — کے دہندش ساز و برگ مضغہ

ہمچناں ہر مضغہ کے گردد جنیں — ہر جنیں نبود کہ خیزد بر زمیں

ناکامی ناکاماں

دانہا ریزند اندر آب و گل — لیک شد او خاک گشتہ مضمحل

ریشہا باشد کہ سر بر زد ز تخم — در نمایش بعد ازاں افتادہ سقم

سر برا ز گل کرد صدہا نونہال — دیدہ لیکن گشتہ پامال

خوشہا گل کرد اندر شاخہا — کو غذا گشت است زاغ و بوم را

بس ثمرہائے بشاخ آویختہ — بر زمیں اجزاش از ہم ریختہ

لقمہا باشد کہ خورد انساں مگر — قے شد و از معدہ اش آمد بدر

دیدۂ خوشہا کہ شد ز آفات دیم — یا بروں شد از لب زخم الیم

نطفہا در احتلام افتد بدر — در رحم قطعاً نداد ندش گزر

آبہا باشد کہ بگرفتہ زنش — لیک زاں ممکن نشد آبستنش

مضغہا باشد کہ بود اندر رحم — بر فتاد و سر نشد از وے بہم

بس جنیں در بطن مادر شد زیاں — یک نفس نکشید ہم اندر جہاں

بچہا زائیدہ شد اما گہے — مرد بعد از ساعتے روزے مہے

غور بر وجوہ کامیابی و ناکامی

ہیچ دانی ایں ہمہ اشیا کہ ہست — مثل ہمدیگر بہر یک تند و سست

ہر قدر فردے کزاں ہر جنس ہست — یک سرشت و یک نہاد و یک قوی است

لیکن آخر اندر آنہا از چہ رو — ایں تفاوت ہست در زشت و مو

گر یکے زابر کف آمد گوہرے — خائب و ہم خاسر آمد دیگرے

گر یکے شد در منازل کامیاب — دیگرے در منزلے آمد خراب

لاجرم باشد وجوہ فوز و خسر — بے سبب ہرگز نباشد یسر و عسر

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

ل۵ اگر یہ کہا جائے کہ یہ دعوی صحیح نہیں۔ کیونکہ یقیناً ایک دانہ دوسرے دانے سے سرشت و نہاد و قوی میں مختلف ضرور ہے۔ اسی طرح ہر ثمر دوسرے ثمر سے۔ علی ہذا القیاس ہر نطفہ دوسرے نطفے سے۔ تو میں اس کو تسلیم کرتا ہوا کہوں گا کہ یہاں تو محض ظاہری اعتبار سے کہا گیا ہے۔ بے شک کیمیاوی تجربہ کرنے سے ہر دو فرد میں فرق ضرور نکل آیگا۔ مگر ان سب کی پہلی اصل یعنی اجزاے لایتجزی یا اجزاے دمیقراطیسیہ جو بسیط ہیں وہ سب تو یقیناً یک سرشت و یک نہاد و یک قوی تھے۔ پھر ایسے متحد الحقیقۃ اجزا سے مختلف الحقایق و متباین الکیفیات و متغایر الاحوال اشیا کیونکر بنے اور وہ کون سی نئی چیزیں تھیں جو ہر چیز میں مل کر (بطور ربط و فصل کے) ایک شئے کو دوسری شئے سے ممتاز کر گئی اور ایک میں ملی اور دوسری شئے میں نہ ملی۔ اس لئے اگر یہ اشیا خود بذاتہ یک سرشت و یک نہاد و یک قوی نہیں ہیں تو کم سے کم یک سرشت و یک نہاد و یک قوی اجزا سے تو [illegible] فافہم و تدبر [illegible]

لہ مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (سورہ شوریٰ جز ۲۵ ع ۴)

بے سبب ہرگز نباشد جور و کور	خلق را خالق نمی گیرد بجور

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ (سورہ انفال خ ۱۰ ع ۳) سه ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ
وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ٥ (آل عمران ج ۴ ع ۱۹/۱)

وجوہ کامیابی و ناکامی

چیست وجہِ فوز آں خسراں	ماہی گوئیم از علم یقیں
گوش کن ہر ذرہ اندر جہاں	چون ہمی ہست اندر امتحاں

لہ (ترجمہ) جو کچھ تمہیں مصیبت پہونچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ سه (ترجمہ) یہ اسلئے ہے کہ اللہ کبھی کسی قوم کو کوئی نعمت دیکر پھر اس میں تغیر نہیں ڈالدیتا جب تک وہ اپنے ذاتی امور میں تغیر نہ ڈالیں۔ سه (ترجمہ) یہ اس وجہ سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے کیا ہے اور بے شک اللہ اپنے بندوں کے لئے ظالم نہیں ہے۔

ہر چہ آمد شد مکلف از الٰہ
از خس و خاشاک و شاخ و برگ کاہ

ہر چہ ہست از زاغ و مرغ و مور و مار
وز خرد آہو و اسپ راہوار

ہر یکے زاں اُمَمٌ اَمثَالُکُم
ایک جماعت ہے تمہاری طرح
حَالُہَا تَحکِی لَکُم اَحوَالَکُم
ان کے حالات کا پتا تمہارے حالات تمہیں بتائیں گے

آفریدش چوں حق عزَّ و جلّ
حسب حالش داد تکلیف عمل

ہست در تسبیح ہر شئ در بطوں
اِنَّکُم تَسبِیحَہُم لَا تَفقَہُونَ

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ
اَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ
يُحْشَرُوْنَ (انعام ۵ ع ۱۱) وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ
وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ (بنی اسرائیل ۵ ع ۱۵) اِنَّ
اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ (نور ۱۸ ع ۶) (ترجمہ ہر سہ آیات نمبر وار)

۵ اور نہیں ہے کوئی چیز چلنے والی زمین پر۔ اور نہیں ہے کوئی پرندہ جو اپنے ڈینوں سے اڑتا ہو مگر

ہر چہ زاں آمد سر ہر منزلے	مدبرے آمد وزاں یا مقبلے
آنچہ از احوال اعمالش بود	باعث ادبار و اقبالش بود
منزلے دار المحن گشتنش اگر	شد بجرم منزل پیشیں مگر
از مصیبت مَا اَصَابَكَ اندریں	باعثش مِنْ نَفْسِكَ آمد و لیں

وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (نساء پ۵ ع۱۱) وَمَا
اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ (شوریٰ پ۲۵ ابتداء ع۵)

تفصیل فرائض جملہ اشیاء

واں فرائض بہر او آمد و نوع	ہر دو را آرد بجا با کرہ و طوع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) یہ سب مجاعتیں ہیں جو تمہارے ہی جیسی نہیں کمی کی ہم نے اس کتاب میں کسی چیز سے
(یعنی کوئی ضروری بات چھوڑی نہیں ہر چیز بیان کر دی جس کی تفصیل ضروری تھی ۱۱ پ۷ ع۱۱ مفصل و نہ مجمل) پھر وہ
سب اپنے پروردگار کی طرف جمع [illegible] ہوں گے ۳ع اور نہیں ہے کوئی شئے مگر وہ (اشیاء کی) تعریف
کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے [illegible] ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ بے شک ہر شئے تسبیح کرتی ہے
[illegible] تسبیح کے طریقے کو جانتی ہے

وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ[۱]

(بقرہ۔ آخر ح۳ ع۱) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ[۲]

طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ (آیۃ سجدہ) سورۂ رعد ح۱۳ ع۲

فرض اول آنکہ گر آرد بجا	ہم دراں منزل بود او را بقا
ہم دراں منزل کہ ہست امرورا	از پئے آں فرض دارد آبرو

۱ ترجمہ) اور اسی (اللہ) کے آگے سر بطاعت ہو گئی ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری۔ اور اسی کی طرف وہ سب لوٹیں گے۔ ۲ اور اللہ ہی کے لئے سجدہ کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوراً۔ اور ان چیزوں کے سائے صبح و شام (تنبیہ) میں نے ان دونوں آیتوں کے ترجموں اور ایسے ہر مواقع میں " مَنْ " (جو عربی میں اسم موصول ہے اور اس سے ذوی العقول ہی مراد ہوتے ہیں) سے "چیز" مراد لی ہے۔ یعنی اس کو ذوی العقول و غیر ذوی العقول کیلئے عام رکھا ہے۔ اس کی وجہ بیان کر دینا ضروری ہے۔ ورنہ سطحی ذہن اور عربی داں فوراً معترض ہو جائیں گے۔ بات یہ ہے کہ اوپر کی پیش کردہ آیات سے یہ ثابت ہے کہ چرند و پرند یہ تک کہ ہر چیز اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ اور اسی عموم مطلق اور اطلاق عام کے ساتھ بہت سی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اس مفہوم کو بیان کیا ہے مثلاً يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (ابتدائے سورۂ جمعہ ح۲۸) وغیرہ۔ اسلئے یہاں لفظ ذوی العقول کو خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ اصل یہ ہے کہ کہیں تو بحیاب اظہار تعمیم "ما" موصولہ عام بیان کیا اور کہیں صرف اس خیال سے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح جو ایک ارادہ خود کر رہے ہیں تو ان کو غیر ذوی العقول

ہم دراں منزل کند نشو و نما	حسب مقدارے کہ گردیش ادا
فرضِ دیگر ہم دریں منزل بود	کو چو زاد منزل دیگر شود

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کیوں قرار دیا جائے۔ بلکہ اس کام کے کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی ذوی العقول ہی میں داخل فرمایا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر شئے بلکہ ہر ذرہ جب اپنی نماز اور اپنی تسبیح جانتا ہے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ تو علم نماز و تسبیح بلکہ مطلقاً علم بغیر عقل کے کیونکر ممکن ہے۔ البتہ ہماری عقل اور ان کی عقل میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ ہمارے اعتبار سے وہ یقیناً بے عقل ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ ایک عقل ہیولانی اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کو دی ہے۔ اسی اعتبار سے یہاں سب کو ذوی العقول ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور میں نے اسی عموم کو قائم رکھنے کیلئے ترجمے میں "مَن" کا ترجمہ "چیز" یا "شئے" کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ (تشریح) وَظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ یعنی ان چیزوں کے سائے بھی صبح و شام اللہ تعالیٰ کو سجدے کرتے ہیں۔ سایے کا زمین پر گرنا ظاہر ہے اسلئے اس زمین پر گرنے کو سجدے سے تعبیر کرنا نہایت لطیف ہے۔ مگر کہا جا سکتا ہے کہ یہ تو ایک شاعری ہوئی (نعوذ باللہ من ذلک) کیونکہ سایے کا کوئی مستقل وجود تو ہے نہیں۔ یہ تو ایک اعتباری چیز ہے۔ روشنی جو زمین پر پڑتی ہے میرے آفتاب یا چراغ وغیرہ کے سامنے آجانے سے مجھ پر پڑ گئی اور میں نے زمین کی جتنی جگہ روشنی پڑنے سے روک لی تاریک رہ گئی اور اسی کا نام سایہ ہے۔ اس کو ایک مستقل چیز قرار دے کر اس کو بھی مصلّی اور مسبّح طوعاً و کرہاً قرار دینا چہ معنی دارد۔ تو میں کہوں گا کہ ایسی کتنی اعتباری چیزوں کو سائنس نے اب مستقل الوجود منوا دیا ہے مثلاً آواز کہ ہوا کی کیفیت تموجی کا نام تھا۔ مگر آج مجسم ہو کر گراموفون کی پلیٹوں میں بند ہے۔ اور ٹیلیفون کے تار پر دوڑتی پھرتی ہے۔ عکس۔ کہ اس کی حیثیت بھی بالکل سایے کی طرح ہے۔ جب آپ کسی شفاف چیز کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں تو

اندریں منزل اگر گردش ادا — باشدش در منزلِ دیگر بقا

ہر قدر کیں جا ادا آں فرض شد — اجرش آنجا یابد و نازد بخود

ہر قدر زادے کہ کرد اینجا بہم — حسبش آنجا نفع یابد بیش و کم

الغرض منزل بمنزل ارتقا — آں کند کو ہر دو قرضش شد ادا

آں بود در ہر منازل بہرور — کو ز ہر یک عہدہ اش آمد بدر

فرض امروز ار ادا کرد او بس است — عیش امروزش بود باقی ہوس

فرض فردا گر بجا ناوردہ است — باشدش فردا تہی از عیش دست

(حاشیہ بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) تو آپ کی شکل اوس میں نمایاں ہو جاتی ہے جب آپ ہٹ گئے تو آپ کا عکس بھی غائب ہو گیا۔ گر فوٹو میں آپ کا عکس سایے کے دام میں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ دور کیوں جائیے۔ سنگ مشجری کو دیکھئے کلکتہ وغیرہ کے عجائب خانوں میں ایسے پتھر آپ کو بہت ملیں گے جن پر درختوں کا سایہ جم کر رہ گیا ہے اور درخت کی پوری تصویر اس پر نمایاں ہے۔ اسلئے یقیناً سایے کا بھی ایک مستقل وجود ہے۔ لَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا هُوَ۔ اللہ کی مخلوق کے حالات و کوائف کو کچھ وہی پوری طرح جانتا ہے۔ سایہ بظاہر جسم سے وابستہ ضرور ہے گر اس کے غیر مستقل فی الوجود ہونے پر ایمان رکھنا صحیح نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم۔

وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ط وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ٥ (سورہ رعد جُ ۱۳ ع ۳)

فارغ ست از فرضِ امروز آں کسے	ق	فکرِ فردا او مگر دارد بسے
بگزرد امروز او گو در تعب		لیک فردا باشدش عیش و طرب
ہر کرا امروز و فردا خالی است	ق	ز اہتمام ہر دو فارغ بالی است
حال و استقبال و شد ہر دو ید		شد تباہ امروز و فردا ہم شود

استشہاد از حالاتِ سابقہ

حالاتِ نطفہ

اے کہ داری عقل و علمِ مستند	می تنی بر نکتہ سنجی ہائے خود
گر نگاہے افگنی در نطفہ	ریشہ بینی بر ہر قطرہ
ریشہ اش گوئی و یا دودِ خفیف	لیک باشد حیلہ در آبے کثیف

ریشه و آبش هم نبود اگر ۔ کی بود محفوظ در صلب پدر
گر رقیق رہ نباشد آب او ۔ کی کند آں ریشہ سوی بطن رو
سیل آبش می رود سوئے رحم ۔ کار آں بے ایں نگردد منصرم
گر نہ از صلبے رسد ایں آب و دود ۔ در رحم ہرگز نمی یابد وجود
یا خود آب ار نا ورد ایں ریشہ ہا ۔ در رحم آید ہم باز از کجا
آں ہمہ آید دریں از صلب اب ۔ یا بد ایں جا پرورش از فضل رب
ریشہ از صلب گو کارے بود ۔ در رحم لیکن چہا در تو فزود

تذییل

نطفہ را باشد "مذی" ہمچوں رفیق ۔ ہمرہ او جاوش باشد در طریق
می کند ایں صاف راہش پیشتر ۔ سہل تا گردد برہ او را گزر
بے "مذی" ہرگز "منی" ناید بروں ۔ راہگیرے ہست ایں آب رہنموں

بیش ازیں نیست بادے احتیاج — زاں نگشتہ ہر دو باہم ہمزاج
در رحم چوں دیگر از وے کار نیست — جز "منی" ایں جا "مذی" را بار نیست

حالاتِ جنین

ہمچناں اندر رحم دارد جنین — دست و پا و سینہ و پشت و سرین
ہم سر و ہم گردن و حلقوم و دوش — ہم دہان و بینی و ہم چشم و گوش
ہر دو ران ہم دارد و ہم ہر دو ساق — ہست او را ہر بدن از جفت و طاق
غیر عضو آنجا ستش ہم چیزہا — کش بود بے آں محال آنجا بقا
چوں مشیمہ کش بود ہمچوں لحاف — ریسمانے نیز روئیدہ ز ناف
این و آنجا گرچہ ہستش ناگزیر — لیک دنیا حقیر از ہر حقیر
در رحم بودے بقایش را مدار — لیک ہیچش در جہاں ناید بکار
آں دو صنفش در رحم بودہ مفید — زاں نشد از جنس اعضایش عدید

آنچه از اعضا چنین دارد بهم — هر یک او را در رحم آید بهم

هست زان بعضی که اندر بطن نیز — میدهد نفعش تو هر یک ای عزیز

همچو دست و پا و زانو کاندرش — زین همه باشد نشستی خوشترش

لیک در دنیا هم افتد بچه را — از همان دست و همان پا کارها

چشم و گوش و بینی و کام و زبان — هیچ نفعی نیست زینهاش اندران

عقلش ار باشد بگوید ای خدا — این همه اعضا مرا دادی چرا

لیک چون آید درین دار القرار — چشم و گوشش هم دهن آید بکار

بیند از چشم و ز گوش او بشنود — می مکد هم می چشد هم می خورد

گر نیارد چشم و گوش از بطن ام — در جهان بینیش عمی و بکم و صم

یا خود از مادر ز بطن او دست و پا — در جهان دیگر که بخشد بچه را

گر ز بطن مادر آید کور و کر — از کجا یابد دگر سمع و بصر

حالاتِ دُنیا بعدِ پیدائش

عہ اسباب ظاہری

ہمچناں چوں رحماں آمد کسے — از خوارج باخود آوردہ بسے

ہست او را جملۂ اعضائے بدن — ہم مشیمہ با وے ہم آں رسن

شد جدا زو آں مشیمہ آں علاق — قطع شد آں حبل و شد زناف

کاں مفید منزلِ پیشینہ بود — اندریں منزل نہ بخشد ہیچ سود

لیک اعضا کش بود اجزائے ذات — اکثرش با وے بماند تا حیات

زانچہ آوردست باخود از رحم — می کند سر ہر چہ پیش آید بہم

بیند از چشم و بگوشش بشنود — گیرد از دست و بپایش می دود

از دہن گاہے خورد آب و طعام — گاہ می آید بمحفل در کلام

الغرض از ہر چہ ہست اعضائے او — می کند کارِ بد و کارِ نکو

گہ کند با ہمدگر لطف و وفا
گہ کند بر دیگراں ظلم و جفا

گہ اعزہ را کند از خویش دفع
گہ باعداہم رساند سود و نفع

زانچہ آوردہ ز صلب اندر رحم
گشت از وے نظم اعضا منتظم

زانچہ آوردہ ز بطن اندر جہاں
از تجارب روح را بخشد تواں

آں تواں روح باشد بر دو قسم
نیک بد چوں قسمت اعمال جسم

بد ز بدش می زاید و شیطانی است
نیک از نیک آید و رحمانی است

آں توان بد کہ شیطانی بود
گردنش تحصیل تا دانی بود

واں توان نیک کو باشد ز رب
حاصلش کن تا کنی فردا طرب

آں توان بد برد سوے جحیم
واں توان نیک در خلد و نعیم

بیان نتیجہ استشہادات سابقہ کمجاطبت

ایکہ خوش سامان مہیا کردہ
روح را حاصل تو آنہا کردہ

فرضہائے صلب راکردی ادا		فرضہائے بطن آوردی بجا
فرض دنیا پیش توامر وزہست		ہمت خود حیف اگر کردی تو پست
بایدت گر راحت دنیا وبس		فرض دنیا کن ادا اے بوالہوس
لیک زیں بعدت نباشد ہیچ حق		تا بری در آخرت گوی سبق

فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ
بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار دے ہمکو دنیا میں (نعمتیں) اور نہیں ہے اسکے لئے آخرت میں

مِنْ خَلَاقٍ ۝ (سورہ بقرہ جـ ۲ ع ۲۴/۹) مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ
کوئی حصہ — کافروں کی مثال ایسی ہی ہے کہ ان کے اعمال مثل بالو کے

كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ
ہیں جس کو ہوا اڑا دے آندھی کے دنوں میں — جو کچھ ان لوگوں نے کمایا

مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ (سورہ ابراہیم جـ ۱۳ ع ۳/۱۵)
اوس میں کسی پر کچھ قابو نہیں رکھتے۔

عیش عقبے گر تو خواہی نیز ہم		زاد آں منزل ہم ایں جا کن بہم

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
اور انہیں میں بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار دے ہم کو دنیا میں بھلائی اور آخرت میں

حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا

بھلائی اور بچا ہم کو عذاب دوزخ سے ۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے نصیب ہے ۔ جو کچھ

كَسَبُوْا ط وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (سورہ بقرہ ح ۲ ع ۲۴/۹)

انہوں نے کمایا ہے اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے ۔

مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ

جو کچھ تم آگے بھیجو گے اپنے نفس کے لئے بھلائی اُس کو پاؤ گے اللہ کے پاس ایسی حالت میں کہ وہ

اَجْرًا ۔ (آخر مزمل ح ۲۹)

بہتر ہوگا اور اجر کی حیثیت سے بڑا ہوگا ۔

رفع اشتباہ یاران طریقت و عطف نگاہ شان بسوئے حقیقت

آنچہ گفتیم اگر باور نیایدت ۔۔۔ ور نیایم عقدہ نکشایدت

از چہ ہستی در حقیقت مشتبہ ۔۔۔ ہی کہ از یک مشتبہ صد گشتہ بہ

تو ہمی گوئی زمن اے ہوشمند ۔۔۔ در عبادات و عقائد دل مبند

ایں عبادت کار اہل فہم نیست ۔۔۔ ویں عقائد ہیچ غیر از وہم نیست

آہ اے نا آشنائے سر بسر ۔۔۔ از حق و ہم از حقیقت بے خبر

فرض دنیا کردہ صرف اعتبار — حسن خلق و نیز حسن کاروبار

غیر ازیں فرضے نباشد نزد تو — تو ہمیں یک فرض پنداری ز خود

یا اگر عمر تو باشد ہشت و ہفت — تا چو دی، "فردا" ہم از یاد تو رفت

یا ہمیں منزل تو دانی آخریں — منزلے دیگر ندانی بعد ازیں

زاں شدی فارغ ز فکر زاد راہ — نیست جز بر کار امروزت نگاہ

مرگ را دانی فنائے بے ضرر — خلق خود را رائگاں دانی مگر

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (سورۂ مومنون)

کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو محض بیکار پیدا کیا ہے؟ اور تم ہمارے پاس لوٹ کر آنیوالے نہیں ہو۔

بودہ در صلب آب، لیکن زاں — ایں نفہمیدی "ہمیں باشد مکاں"

ہمچناں در بطن ام ماندی، مگر — ایں نگفتی "منزلے نبود دگر"

اندریں منزل چرا داری یقیں — "منزلے دیگر نباشد بعد ازیں"

نفی رفتن ہیچ نتوانی، مگر — جائے رفتن را ندانی معتبر

ایکہ داری عقل بیش و علم بیش	یاد کن از سانحاتِ عمرِ خویش
تو نہادستی بہر منزل کہ گام	با خود آوردی تو سامانش تمام
آنچہ ساماں بہر عقبیٰ بایدت	آں ہم کردن ہمیں جا بایدت
ورنہ در عقبیٰ پشیمانی کشی	رنج بے برگی بنادانی کشی
ہر کہ بے زادش بود عزمِ سفر	در سفر بر ہر قدم بیند خطر

مقصود از تخلیقِ جنّ و انس

گفت حق مُن نافریدم جنّ و انس	تا پرستندم مگر ایں ہر دو جنس
علّت غائی خلقِ انس و جاں	جز پرستش نیست ہیچ اندر جہاں

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ سورہ مور حٰ ۲ ۳/۲)
میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر اس لئے کہ یہ سب میری عبادت کریں۔

گر نہ تائید از برِ رحماں رسید	تا بغورِ رمزِ ایں تواں رسید

گر تو خواہی فہم سرّ ایں سخن — رو بمن می دار و از من گوش کن

تا ترا در منزلے باشد مقام — کار آں منزل تو سازی لا کلام
بہرِ آں منزل کنی چنداں کہ کار — تا شدت آنجا ز اسباب قرار
مدتے ایں جا اقامت گر کنی — سعیِ زادِ منزلِ دیگر کنی
لیک نبود مدعائے اصلیت — کاندریں منزل تو داری محویت
اصلِ کارت کارِ ایں منزل مدار — تو خس و خاشاک را حاصل مدار

تو چو خود بودی جنیں اندر شکم — آنکہ از بہرت چہ ساماں شد بہم؟
در مشیمہ بودہ اَت حفظ و اماں — خوں غذایت می رسید از ریسماں
داشتی از دست و زانو احتبا — بودت آنگہ از نفس ہم لیک ابا
ایں قدر بودت چو آنجا ناگزیر — شد مہیا بہرت از ربّ قدیر

لیکن از صلب پدر تو اے جنیں | تا مدی در بطن ام بہر ہمیں
بلکہ ہستت عضوہا کردن ہم | چوں سر و چشم و لب و پشت و شکم
آمدی در بطن ام اے گلبدن | بہر استکمال ہر ہر عضو تن
اکثرش گو نایدت آنجا بکار | کار دنیا راست لیک آنہا مدار
پس تو ماہے چند ماندی در شکم | تا کنی اسباب دنیا را اہم

ہمچناں تو چوں بدنیا آمدی | از برائے کار عقبے آمدی
کار دنیا آنچہ باشد ناگزیر | ہم بکن لیکن بجا تو ہستی جائے گیر
لیک محو زخرف دنیا مشو | ہست ایں اثنائے رہ بگزر برو
مر ترا آوردہ اند اندر جہاں | تا تو سازی کار عقبیٰ ایں زماں
اندریں دنیا تو سازی کار دیں | تا نہ در عقبیٰ شوی ندوہگیں

کار عقبیٰ جز عبادت نیست ہیچ

پس تو با غیر از عبادت دل مپیچ

اے کہ ہستی مقصد خلق جہاں
ہست بہرت ایں زمین و آسماں

اے ترا علم ازل تعلیم شد
خلق تو در احسن التقویم شد

عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا (بقرہ ع۴) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔
اللہ نے سکھائے آدم کو تمام اسماء۔ البتہ ہم نے انسان کو پیدا کیا اچھی ساخت میں۔

در علو بخشیدہ اند ت امتیاز
پست تر گردی تہ از ہر پست باز

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (سورۂ تین ع۳)
پھر ہم نے انسان کو سب سے نیچے درجے میں ڈال دیا۔ مگر ان کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔

زیں تنزل کے نماید حفظ تو
غیر از ایماں و عملہائے نکو

پس تو مومن باش و صالح در جہاں
تا بیابی از تنزلہا اماں

کار خود اینجا تو اے انساں بکن
از پئے کارے کہ ہستی آں بکن

زاں بقرآں حسب منشائے الست
مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ آمدہ است

دفعہائے دخلات

دخل

ایکہ دانی ہست دنیا ملعبے — نیست غیر از زیست درّوے مطلبے
زیست را دانی کہ بہر خوردن ست — غم مگر داری کہ روزے مردن ست
موت را ہم تو ندانی جز فنا — زاں نداری از غمِ مرگ اعتنا
تو ز مُردن رنج داری ایں قدر — کز تو گردد منتزع ایں مال و زر
حیف! اگر نشناختی امروز و دوش — علتِ غائیِ ایں فردا و دوش
تو بایں دانش چو ہستی بے خبر — بشنو از من من ہمی گویم بسر

دفع

علتِ غائیِ ادوات تو الذ

گرچہ صُلب و خصیہ و احلیل اب — ہست بہرش مایہ عیش و طرب

علت غائیش لیکن نیست این	فہم کن گر فہم داری اے فطین
فطرتش بخشیده است این اوعیه	تا نماید نطفه را تربیه

ہمچناں فرج و رحم از بہر زن	گرچه ہست از جملهٔ اعضائے بدن
دفع خون حیض ازیں رہ می شود	ہم بعیش زندگی زاں می رسد
علت غائیش اگر دانی ہمیں	دانمت ہرگز نه من مردِ ہمیں
تا تیش باشد که گیرد نطفه	تا درو آں نطفه گردد مضغه
مضغه تا در جنینیت رسد	واں جنیں را پرورد از خون خود
فرج باشد نطفه را راهِ ولوج	یا جنینے را بود راه خروج

علتِ غائی حیات دنیا

ہمچناں دنیا و ما فیہا که ہست	علتش دانی تو اے ظاہر پرست

ماندنت یا خفتنت یا خوردنت بعد ایامے بحسرت مردنت

این مه و مهر و نجوم و آسمان ابر و باد و این زمین و این زمان
این شب و این روز و این صبح و مسا این ربیع و این خریف و این صیف و شتا
این نباتاتے که در نشو و نماست وین جماداتے که هر یک کیمیاست
هم چرند و هم درند و هم طیور ظلمت و هم نور و هم ظل و حرور
هم فضا و هم هوا هم بحر و بر هرچه هست از سرد و گرم و خشک و تر
جمله در کار است این دانی تو هم زانکه بینی سعی هر یک دمبدم
لیکن آخر کیست آن کز بهر او هست این تگ و دو بپا هر چارسو
جمله در کارند اگر آن کار کیست؟ کیست یوسف؟ وین جهان بازار کیست؟
اے ز خود غافل ندانی قدر خود خود توئی را از ازل سر ابد
خود توئی کز بهر تست این کارگاه ملک تست این جمله تو هستی چو شاه

نطفہ را بُد صلب آب زیر نگیں   بطن مادر ہمچناں ملکِ جنیں

ایں جہان و جملہ ما فیہا تراست   تا روانت را بہ جسمِ تو جاست

چوں ز صلبِ آب بعہدِ نطفگی   حقِ خود بگرفتہ در بطن آمدی

باز چوں بودی جنیں در بطنِ اُم   نے شدہ سر رشتۂ کار تو گم

بطنِ مادر در تصرف داشتی   خونِ او را خوش غذا پنداشتی

مادرت چوں زاد پس ہم تا دو سال   شیر و آغوشش ترا بُد ملک و مال

صرف کردی جہدِ او با شیرِ او   بود تدبیرِ تو ہر تدبیرِ او

آخر اکنوں ہمچو انساں آمدی   با ہزاراں ساز و ساماں آمدی

دل نہ با صلب و رحم بستی گہے   در سفر گاہے نخفتی در رہے

اندریں منزل چرا از خود گم شدی   تا نقل از اندازِ بطنِ اُم شدی

سرے لطیف

بشنو از من گویمت سرے لطیف   ہست دنیا منزلِ جسمِ کثیف

عالم اجسام با جسم ست یار — جسم را با جسم باشد کاروبار
در میان جسم تو تا جان تست — این جہان جسم جملہ زان تست
دولتے در منزلے چوں یافتی — سوئے دیگر منزلے بشتافتی
ہر کجا شد ارتقائے عز ترا — این جہاں نیز است جاے ارتقا
جسم تو روح ترا اکنوں مکانست — ہر چہ ہست اعضاے تو آلات جانست
روح تو تا مدتے دراین سرا — کارہاے خود کند زیں آلہا
بیش ازیں چیزے دگر نبود بدن — بینی و گوش و سر و چشم و دہن
مرگ تو روح ترا زیں خاکداں — می برد در روز سوئے روحانیاں
وز پے روحانیاں منزل دو ست — زاں مقامت حسب اعمال تو ہست
روح نیکاں راست علیین مقام — ہست سجین جاے ارواح لئام
ناگہاں چوں آیدت پیک اجل — کے بکار آید معاذیر عہ و حیل
روح تو تنہا بداں منزل رسد — جسم و اعضا با تو آنگہ کے رسد

عہ معاذیر جمع معذرت یعنی عذرہا۔ وحیل جمع حیلت

اول از تو آں مشیمہ شد جدا	آخر ایں بازو و پشت و دست و پا

رجوع بمقصود

پس ز صلب آوردنت آں رشہا	چوں بکار آمد ببطن اُم ترا
وز رحم ایں دست و پا و پشت و سر	چوں تو آوردی چہ نفع آمد نظر
باز زیں جا بایدت بیجا رفتن ست	چیز ہا با خویش آنجا بردن ست
گر نہ بُردی ہیچ زینجا با خودت	بے سر و ساماں شوی در آخرت
بلکہ اینجا اولت بفرستن ست	وقت رفتن باز با خود بردن ست
گو ترا بفرستنی صدہا بود	لیک بہتر بردنی تقوی بود

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُم مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِندَ اللَّهِ (آخر سورہ مزمل ح ۷۹)

جو کچھ تم آگے بھیجو گے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے اس کو پاؤ گے اللہ کے نزدیک۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ۔ (سورہ بقرہ ح ۲ ع ۹)

اور زادِ راہ مہیا کرو پس تحقیق کہ بہتر زادِ راہ تقوی ہے۔

دخل

اینکه گوئی شد مکلف از خدا	هست حاصل عقل و دانش بر ادا
زان مکلف باشد اندر جهان	ابلهان نابالغان دیوانگان
پس جنین کو طفل نابالغ تر است	نطفه کو بیجان و بی بال و پر است
قابل تکلیف شرعی کی بود	هر کرا پا نیست بر ره کی رود

دفع

من جوابت عرض دارم کن تو گوش	کین نباشد جز بالهام سروش
هست تکلیفات شرعیه دو نوع	هر دو فرض آرم بجا یا کره و طوع
یا بود بی واسطه بر عاقلان	یا بود با واسطه بر جاهلان
عاقل و بالغ کند خود فرض را	دخل در کارش نباشد غیر را

فرض آناں کز خرد بے بہرہ اند | دیگراں زینشاں موردی مے کنند
فطرت شاں را بغفلت یا عمد | در ادائے فرض شاں خللی بود

معارضہ

حالات ابلہ و دیوانہ

خود تو بینی گر بود در خانۂ | ابلہے نابالغے دیوانۂ
اہل آں خانہ نگہبانش شوند | بر سر کارش عزیزانش شوند
فطرتش ہم ہر قدر باشد سلیم | داردش پا بر صراط مستقیم
چوں بگرداند ز نفع خویش رو | خود عزیزانش بتنگ آیند ازو
گر عزیزانش نہ پروایش کنند | نزد حق ہم نزد عالم مجرم اند
او بحکم ناصحاں گہ سر نہد | چو حریفاں گہ ازاں گردن کشد
در گزشت از حد قابوئے شاں | بر عزیزاں کے نہند الزام آں
زیر حکم ناصحاں ماندہ اگر | خیر حاصل کرد و ماند ایمن ز شر

احوال طفل شیرخواره

نیز می بینی که طفل شیرخوار — مادر و فطرت بود فرضش گزار

مادرش پستان دهد چون در دهان — فطرتش گوید مکیدن می توان

هم بسا کش مادرش پستان دهد — چون نباشد رغبتش سر می کشد

غفلت از مادر چو بیند از نفیر — می کند بر روی تقاضا بهر شیر

درد اگر عضوی کند گریان شود — مادرش ساعی پی درمان شود

تا گهان او خورد اگر چیزی درشت — مدتی آشفت یا خود را بکشت

گر نگهبانش نباشد مادرش — آفتی هر لحظه آید بر سرش

ف رغ

حالت جنین

آن دو را می بینی از چشمان خویش — بهر نامرئی قیاسی گیر پیش

نامرئی یعنی آنچه دیده نمی شود

غور فرما بچه تا در بطن هست — رخ کند اُس چپ و پا لا و پست

دانیش کز ماه چارم تا نهم — چله‌ئے دارد سبک در بطنِ اُم

خونِ اُم بهرِ غذا بے اعتراف — می کشد از حبلِ وریدهٔ ناف

مادرش در اکل و شرب هم نشاط — مدتے دارد ز بهرش احتیاط

هر کجا نه ماه با خویشش برد — وقت زادن رنج در دردِ زِه کشد

بچه دارد خوش نشستے در شکم — تا ز ایامش نباشد هیچ غم

وقت زادن نهد او صد عقدِ عزم — پهلوانے می دهد چون تن برزم

گر نه خود جهد بر آوردن کند — تنگ بر وے زیست آن زن کند

کوائفِ نطفه

حال نطفه هم برین فرما قیاس — زانکه غفلت را قیاس آمد اساس

پرورد در صلب اجزائش نخاع — بیضه اش در بر کشد وقتِ جماع

گر تو دے عزم ہیچک نطفہ را — او ز جایش بر جہیدے از کجا؟

جہدِ او بہر جہیدن دیدۂ — عزم تا جائے رسیدن دیدۂ

تصریحِ معارضہ

حیف ہست اے صاحب فہم لطیف — گر تو نشناسی قوی را از ضعیف

ناتواناں را تو خواہی بے ہراس — بر توانا و قوی کردن قیاس

خویشتن را چون نہ بینی اے جوان — بر تو بگذشت ست ہر حالے ازان

ہست اکنوں آنچہ در قوت سعت — چو مراہق بودۂ کے بودہ اَت

این نہ قدرت بود نے این زور و جوش — این قدر دانش نہ بود این ہا نہ ہوش

داشتی زین پیش چون عمرِ صبا — چون مراہق ہم نبودت دست و پا

ہیچ جز لہو و لعب کارت نبود — بودۂ عریان و زان عارت نبود

پیشتر زین هم چو بودی شیرخوار — آن قدر زیرت نبوده اختیار
بود آن لبها و گفتارت نبود — پای بود و تاب رفتارت نبود
دست و پا هامی زدی ازین مگر — هیچ کاری نامدی از تو بسر

باز ازین هم پیش بودی در شکم — طاقت آنجا بود این مایه هم
بقچهٔ بوده مشیمه مر ترا — کی توانستی زدن این دست و پا
قرع گوشت شد نه خرم زین جهان — هیچ گاهت وانشد چشم و دهان
اندران کنج آمده کی ای ضعیف — از تو غیر از جا نشستی آن هم خفیف

پیشتر زین جمله ای روشن گهر — نطفه بودی در صلب پدر
این نفس بود و نه این روح و نه جسم — بود پیش از قطره چندت نه اسم
دست و پایت بود و نه زانو و سر — نی نشستی احسن و محفوظ تر

چالشت ہم آنچناں ایں جا نبود ۔۔۔ رشتہا بودی فقط مانند دود

عود مقصود

راست گو از من کنوں مگذر زحد ۔۔۔ ہر کجا تو بودہ آخر نہ خود؟

تو ز سر می خواں کتاب حالِ خویش ۔۔۔ یک نگاہے بر ہمہ احوال پیش عہ

چوں نہ ہر جا بود یکساں حال تو ۔۔۔ کے بود ہر جا یکے اعمال تو

عادت بودہ فرائض ہر کجا ۔۔۔ لیک بر منشائے اِلَّا وُسۡعَہَا

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (رکوع آخریں سورہ بقرہ پ ۳)

نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ کسی نفس پر مگر اس کی وسعت بھر۔

عہ یعنی سابق ۱۲

دخل ۲

اینکہ گوئی "عزم باشد از شعور" — نیست عزمش از شعور آنکہ "دور"
بے شعور انسان بود قبل از صبا — آنکہش پیدا شود عزم از کجا"

دفع

در جوابش بشنو از من اے عزیز — در شعور و عزم می باید تمیز
امرہا آید ترا اندر شعور — لیک از عزمش بپیش باشی تو دور
امرہا پیش آمدت ناگہ بفور — کردہ عزمے پیش بے فکر و غور
پس تلازم اندریں ہر دو مداں — مصلحت بینی ست از معنی آں
وز شعور ار صرف حس مقصود نیست — دارد ایں ہر ذرہ از روز نخست
یافتہ ہر شی حس بقدر ظرف او — وھو اعطی کل شیء خلقہ

هَدٰی توڑیا کو

رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی (سورہ طٰہٰ پ ۱۶ ع ۲/۱۱ ملفوظ

ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کے مناسبت فطرت عطا کی پھر اس کی طرف اس کو راہ بھی دکھا دی۔

زیں سبب عزم و حس ہر شئے بہم　　صد تفاوت وار دانند کیف و کم

پس مداں ہر ہمہ معیار یک　　کے تواں ز دہر گہر ریک محک

عزم ناداں عزم دانا یک مکن　　ناتواں را با توانا یک مکن

لیک "حس" را گرچہ لازم نیست "عزم"　　"عزم" را "حس" لازمی باشد بجزم

ہر کجا ثابت شود "عزم" اے عقیل　　بر ثبوت "حس" درو باشد دلیل

تقریب

پس اگر کردی نہ فرق اے باخرد　　عزمہائے نطفہ را با عزم خود

یک تو دانی عزم طفل و عزم شاب　　باز عزم پیری و عزم شباب

از رضاعت تا صبا پس تا ہرم　　ہم دریں عالم تو بینی بیش و کم

از تفاوتہائے عمرت رونما ۔۔۔ صد تفاوت باشد اندر عمرہا

چوں فقط از اختلاف عمر ہست ۔۔۔ ہر ترا عزم بلند و عزم پست

چوں بیک عالم فقط زیں اختلاف ۔۔۔ عزم تو چوں قول تو خوب ست لاف

عالمے دیگر چو بودہ جائے تو ۔۔۔ بودیعت بطن اُمّ ماوائے تو

یا تو بودی عاکفِ صُلبِ پدر ۔۔۔ در نخاعِ عش وز ترائب مُستقر

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝ (سورہ طارق جـ۳۰ ع۱۱)

پس چاہیے کہ انسان غور کرے کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ اچھلتے ہوئے پانی سے جو نکلتا ہے ریڑھ اور پسلی کی ہڈیوں کے درمیان سے۔

آنکہ آں عزمے کہ بودت سر کئے ۔۔۔ حمل بر عزم شباب و شیب خود

بچہ کو اندریں ساعت رسید ۔۔۔ کرد عزم و شیر از پستاں مکید

ساعتے زیں پیش اندر بطن اُمّ ۔۔۔ چوں نبودش ہیچ عزمے؟ ویحکم!

تمثیل بطور استدلال

تو کہ ہستی واقفِ سرِّ علوم
ملکِ ہندستاں تو داری زاد و بوم

گیرمت بیروں نرفتی زیں چمن
ہم بدانی حرفِ چُوں از دو ز دن

گر کنی پرواز بر ایر و چیں
تا کہاں وارد شوی در ملکِ چیں

آنچہ تو گوئی نفہمد ہیچ کس
تو نفہمی قولِ کس اے نکتہ رس

بے خبر از راہ و رسمِ آں دیار
سر بسر نا آشنائے کاروبار

تا بلد از کوچہ و از برزنش
وحشتت گردد فزوں از دیدنش

ہند و چیں ہر چند از یک عالم است
نیست فرقے ہست اگر فرقے کم است

خانہا و کوچہا و راہ ہا
بحرہا و حوضہا و چاہ ہا

خشکہ و قلیا و ہم جغرات و شیر
ہم کباب و قیمہ و نان و پنیر

جملہ را یکساں تو بینی ہر کجا
لیک آنجا وحشتے باشد ترا

تو که در هند تن هزاران عقل بود — عقل این جا از خودت آن جا ربود
مر ترا آگاهی اطراف هند — کی کند آگاه از اکناف سند

عطف نظر بسوی مقصود بطور نتیجهٔ بحث

بطن مادر عالمی بودش دگر — همچنان در نطفگی صلب پدر
گر رسید از عالمی در عالمی — هر کسی از بهر او نامحرمی
مادرش کو بود اندر بطن آن — هم پدر کاندر نخاعش بد نهان
این دو هم هستند بهرش اجنبی — تا چه اش از دیگر آید مونسی
داشت کی صلب آنچه اندر بطن هست — بود کی در بطن این بالا و پست
چون رسد از عالمی در عالمی — مدتی ماند ز وحشت در غمی
وحشتش باشد جدا حیرت جدا — هم ز تبدیل وطن کلفت جدا
تو چو از ملکی بملکی آن چنان — از جهانی در جهانی او چنان

عقل خود تا دانی او را انگر — هم ز فرق در میان غفلت مبر
وحشت و حیرانیش را عذر نه — در جهان انصاف از بهر وصف به
تو مدار از زنگ وحشتهاش وهم — کو ندارد هیچ عقل و هیچ فهم
گو گنونش نیست عقل این جهان — عقل لطیفش هست لیکن دیگران
عقل بطن این جهانی آید بکار — زین سبب می بینیش زار و نزار
لیک کسب عقل دنیا می کند — زان همی بینی که بستان می کند
در جهان آموزش او راهست خو — هرچه بیند در سها گیرد از و
آنچه بیند آنچه از کس بشنود — دارد ش محفوظ اندر ذهن خود

دانش با این همه گر بی شعور
در شعور تست ای عاقل فتور



دخلِ ۲

نطفه گر دوسے نه طفلے خلق شد — بلکه ضائع ز احتلام و حلق شد

یا بگشتے مستقر اندر شکم — یا شده لیکن نگشته مضغه هم

یا جنینے گشته اندر بطن مرد — یا بدنیا آمد و زاں بر نخورد

یا بدنیا آمده بے دست و پا — یا ز چشماں کور و کر از گوشها

یا بدیگر عضو او نقصے عظیم — یا رسیدش در جهاں زخمِ الیم

گو بداو کاں ازین عقل ست مست — کیں بلا ہا بر دراز اصل و ی ست

امهاتش یا بود آباے او — باعثِ جمله مصیبتهاے او

بس مرضها که بُد در جسمِ شاں — در و راثت یافتش ایں تواں

نطفه بیمار رحم بیمار هست — زیں سبب هر رحم بیکار هست

یا بکار آمد مگر با نقصِ کار — زیں سبب کار نشده استوار

یعنی عسر النفس ضعف اعصاب پیدا شد ۱۲

درغ

من بگویم آنچه گفتی ہست را
لیک ہم وجہے دگر این را چہ ہست

زانکه دیدم بچہ ایس ناتوان
نیست لیکن والدینش آنچنان

گوئی از پیشینیان او بود اینچنین
گوئیم اول یافتے او انش این

دیدہ آوان او بیمار و زار
بچہ را لیکن پدر ام راستوار

من اب و ام کور فطری دیدہ ام
بچہ از دو چشم ضعفے نیست ہم

والدینش لاغر و ہم پستہ قد
بچہ شد بالا بلند و ذو جسد

ہم پدر گنگ ست و مادر نیز ہم
بچہ را گویا و شنوا یافتم

ارث پیشین قرب آید احق
وارث ابعد ندارد ہیچ حق

از اب و ام می رسد ارث سلف
حق ایشان چون شد درو می تلف

آن جراثیمے کہ اندر جسم شان
مدتے ماند و نشد تا نیز آن

منتظر باشد کہ نیشاں ایں پسر / چوں شود آنگہ کنم در روے اثر

ایں چنیں تخییل شود جز بوہم / کے روا دارند ایں را اہلِ فہم

عقل نیکن آنگہش دارد روا / علتے دیگر نہی ایں وجہ را

علتِ اصلی اگر داعی بود / مستحق ایں ارث آبا را شود

علت ار داعی شود ایں یابد ارث / نقص عارض شود چوں آید ارث

ارث یابد علت ار داعی شود / ارث در تاثیر خود ساعی شود

ثانوی علت بگو آں ارث را / اوّلی علت بود امرے جدا

واں نباشد جز ادائے فرض خود / کاں بود از خالقش عائد بود

از ادائے فرض خود گر رخ بتافت / یافت ارثِ نیک مورث بد نیافت

غافل ار ماند از ادائے فرض خویش / ارثِ نیکش حبط و ارث بد بہ پیش

نتیجہ بحث بطورِ اندرز

اے پسر چو داری دولت [illegible] / تو ز فرض خود مرو در راہ ہشیار

گر ادای قرض خویشت در دل است ‌ ‌ ‌ دولت اسباب نیکیت حاصل است
گر خدا ناکرده زان غفلت بری ‌ ‌ ‌ با خود از دنیا نه جز حسرت بری
ارث نیک ار بایدت کن قرض ادا ‌ ‌ ‌ ورنه از آبایت ارث بد ترا
تو چو نیکی ارث هم نیکیت رسد ‌ ‌ ‌ وارث بد را بود میراث بد

دخلِ تناسخ

اے تو می گوئی کہ حسبِ کارِ خود	روح از جسمے بجسمے می رسد
روحِ انسانی بفعلِ زشتِ خویش	می رسد در جسمِ گاو و گاومیش
ہمچناں در جسمِ فیل و اسپ و خر	مور و مار و جملہ حیوانے دگر
یا گہے از جسمِ انسانے جلیل	می رسد در جسمِ انسانے ذلیل
یا رسیدہ از تنِ حیوانِ زار	در تنِ انسان بوجہِ حسنِ کار
یا رسید از جسمِ انسانے لئیم	ہمچناں در جسمِ انسانے عظیم

دفع

این خیالیست آں دلے گم کردہ ہوش	غفلت از فردا و ہم نسیانِ دوش
کز مکافاتِ عمل از جسمِ انس	روح اگر آید بجسمِ غیرِ جنس

در جزائے کارِ نیک و کارِ بد	جاں چو از جسمے بجسمے میرسد
از دو حالت نیست خالی کاں رواں	با خبر یا بے خبر باشد ازاں
با خبر گفتن نباشد قول راست	"من که بودم؟ زیں خبر آخر کراست"
دیگرے راہم نمی بیند که "ایں	بود حیواں لیک شد مردِ حسیں"
عقل ہم از حجتے ندہد نشاں	تا شود مجبور بر تسلیم آں
لاجرم گوئی که "شد آگاہِ راز؟	کو چه بود و ہم چه خواہد گشت باز"
کس نداند اندریں قالب کیست	پیش ازیں در چه قالب بوده است
وندراں قالب چه کرده است از عمل	تا چنینش قالب آمد در بدل

سزا و جزا را آگاہی لازم است

پس ترا گر عدل و انصاف است خو	من نگویم بے خرد و خود بگو
ہر کرا اجرے بدست آید مگر	ہر چه کار آید؟ ندارد گر خبر

اجر را او اجر داند از چه رو — کرده خود را چنان داند نکو
همچنان هر کو سزای یافتست — زین سبب حال بلندش گشت پست
گر نمی داند سزای چیست این — که سزا را او سزا دارد یقین
پس گنه را او نه پندارد گناه — که تواند تا دگر آید براه

یعنی سزا را او سزاوار دارد یقین ۱۲

یعنی بار بار ۱۲

پس بعالم اجر کس باشد که زجر — باید آن روشن ترا ز آثار زجر
زانکه اجر و زجر هر دو بهر آنست — تا بداند هر که عقلش نکته دانست
کین چنین اعمال اعمال نکوست — آنچه از نعمائے دارد از دوست
وین چنین اعمالها جرم و خطاست — در سزایش مر فلان اندر بلاست
اندرین آگاهی است ای باخبر — عبرتے بهر وے و بهر دگر
عبرتے اندر سزا و هم جزا — گر نباشد هیچ دانم هر دو را

تذییل بطور دفع دخل

دخل

ور تو گوئی "دانها یا نطفها"	یا ز علقها در رحم یا مضغها
یا جنین نیک و بد احوال خویش	دارد از نیک و بد اعمال خویش
لیک ز ینها کیست او کان را بود	آگهی از قرضهای قبل خود
که جنین دارد ز حال صلب یاد	شد فرامش حال نطفش هر که زاد
هیچ نبود هرگز اینها را خبر	تا چه کردم پیشتر از خیر و شر
پس برینها چون سزا و هم جزا است	انتقام از چنین ایشان چون رواست
چون سزای ایشان سزا باید شدن	هم جزای ایشان جزا باید شدن
آنچه ز ایشان شد خطا و هم صواب	گو فرامش شد توان کردن حساب
همچنان خود کرده جسمی اگر	جان فرامش کرد در جسمی دگر
معترض بودن نزیبد مر ترا	دولت عدل است حاصل گر ترا

ورع

پیش تو دارم چنین من التماس — کین مع الفارق تو کردستی قیاس

گفته پیشینم از بود تت بیاد — پائے غفلت کے درین گل اوفتاد

یاد کن من گفته بودم ترا — پرده ورع آمد فرانش از خدا

یاران کان شعور کامل است — هم اراده هم عزیمت حاصل است

دارد این طبقه تمیز خیر و شر — فارغ از امداد فطرت بیش تر

فطری و هم غیر فطری کار ہائے — می شناسد هم گل و هم خار ہائے

روحش از اعضا که هست آلات او — گرد از علم و عمل حاصل علو

روح او از عهد طفلی تا هرم — درسها گرفته باشد بیش و کم

روح او دارد نحو وصد علم و فضل — حیفها دارد پس از وے کار جهل

زین سبب بر وے حسابست و کتاب — نفع و نقصان هم ثواب و هم عذاب

وان حساب از وی بود کے معتبر	تا نه او وارد ز اعمالش خبر

طبقهٔ دوم

یا برایشان هست کایشان فارغ اند	از شعور کامل و عقل نوند
کارشان از حسّ فطری هست و بس	یا بسر می آید از امداد کس
گر نه وقتی هیچ امدادش رسد	لاجرم از زندگی دل بر کند
فطرتش گیرد ز نام عزم او	کرمش باشد ادای فرض خو
فرض او از وی نگشته چون ادا	نقص در کارش فتاد اندر سزا
گو ندانند خیر شے از شر شے	هست خیر و شر و نیز از کار وے
بر وی از اعمال او افتد اثر	پس جزایش باشد از نیز و دگر
دیگرش نبود ثواب و هم عذاب	باشد ایمن از غم روز حساب
پرسش از وی کے شود یا گیرودار	زانکه او را نیست عقل و [illegible]

نوند بمعنی طالب و بدرد ... ۱۲

ہر کہ از روے پرشِ اعمال نیست — جملہ گر کردہ فرامش نقص چیست

لیک روحے در جسمِ آدمی — خاصہ عمرے ہم چو بگزارد ہمی
عقل او را صد تجارب شد بہم — بہرہ از صد علم دارد بیش و کم
حیف! در جسمے دگر چوں کرد رو — درسِ سابق جملہ رفت از یاد وا
ہوشیارے صرفِ انتقالِ مکاں — ایں قدر بیہوش گردد؟ الاماں!



اضطرابِ عظیم در تناسخ

ای که تو داری تناسخ را یقین — صد مکان وانی برائے یک مکین
بایدت این هم که فرمائی ز من — روحِ شخصے گر برون آید ز تن
در همیں ساعت در اندامِ دگر — حسبِ اعمالش دهندش مستقر
یا بود آزاد چندی آن روان — بر زمین یا در بروجِ آسمان
گر بود آزاد چندی پس ورا — یا تعطّل یا شُت کردن کارها
گر تعطّل هست آن را چیست به — هست ور کار از چه او را کرد نیست به
عالمِ جسم است چون دار العمل — جان ست بے تن کی سزاوارِ عمل

یا رسد بالفور در جسمِ دگر — وان تنِ انسان بود یا جسمِ خر
لاجرم ز احوالِ سابق اندرش — باشد آثاری که باشد مخبرش

به که از جاے بجاے می شد	لختے از مافات خود یادش بود
هیچ از آنش نیست در یادش اگر	از چه شد این یا به آخر بے خبر

فرق میان عقیدهٔ اهل حق و تناسخ

تو یکے ذو الحال گوئی حال چند	فاعلے یک ذات و افعال چند
تو مکینے را مکانہا می دہی	جبّها بر دوش واحد می نهی
وان مکین در هر مکان مامور شد	هر کجا بر فرض تو مجبور شد
آنچه من گفتم نباشد آنچنان	بلکه باشد هر مکین و هر مکان
در مکان نو مکینے نو بود	فرض بر وے هم ز دینے نو بود

تفصیل آمر و مامورین

اول از دل فرض بر ذرات بود	بعد از آن بر قطرهاے خون و دود

بعد ازیں بر نطفه و پس بر جنین | پس بر آنکو او فتاده بر زمین
کردنیِ خون کند کے نطفه را | فرض نطفه کے بود بر مضغه را
فرضِ مضغه را جنین نکند ادا | کے کند کار جنین کس در صبا
نطفه باشد دیگر و دیگر جنین | یک نباشد کار آن و کار این
بیں که در هر منزل و در هر مقر | فاعل آمد دیگر و فعلش دگر

دفع دخل بطور جملهٔ معترضه

فاعلے از فعلهاے فاعلے | از زیان سود دارد حاصلے
گر پدر بگذاشت جمع مال و زر | مایهٔ عشرت بود بهر پسر
گر نه او بگذاشت چیزے بعد خویش | وارثش را نیست برگ ره به پیش
لیک بر اعمالهاے مورثے | راست نبود دار و گیر وارثے

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی اٹھانیوالا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا (سورہ نجم ع ۱)

رجوع بسوی مقصد

روح اندر قالب پیشین اگر — گرد عمری کار خیر و کار شر
صرف از نقل مکان دیگر نشد — قالب آخر گشت او آخر نشد
پس همان روح است اگر در جسم خر — پیش ازین کو بود در جسم بشر
در دمی آخر چه بر وی اوفتاد؟ — کش همه اعمال پیشین شد زیاد
یک نفس زین پیش آخر او چه بود — دفعةً که از ذهنش ربود؟
عقل دارد صرف از نقل مقام — کی مسلم این چنین نسیان تام

مخاطبت بمتمنای سخن بطور تعریض و عطف نگاه شان بسوی مغلطه شان

ایکه تو دانی مکافات عمل — صرف بهر روح تبدیل محل
باشدت گر عدل هم انصاف خو — بشنو این پند و منه دل بر غلو

دو دہائے نطفۂ ناکامِ زید	آمدہ دیگر بصلبِ عبید
نطفۂ کو بخت از بطن زنے	باز بود در خور آبستنے
مضغۂ گر بطنِ اُم ناگہ فتاد	کے زنے دیگر و را بگرفتہ زاد

روح از جسمے برون آمد اگر
چوں بسطنے یابد او جسمے دگر؟

این خیالت نیست جز سودائی خام
زین خیالِ خام باز آ، والسلام

مُستدرکاتِ مُفیدہ

آں طفلِ نوزائیدہ کہ ہمی میرد

باز می داں اینکہ داری عقلِ راست	نیز اگر گوش سخن شنوا تراست
کانچہ ہست اندر جہاں از کائنات	زانہمہ مقصود ہست انساں بذات
علّت غائیست انساں جملہ را	بہر انساں ہست ایں ارض و سما

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً (بقرہ ع ۳ پ ۱) خَلَقَ لَكُمْ
اللہ نے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو عمارت۔ پیدا کیا تمہارے لئے
مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا (بقرہ ع ۳ پ ۱)
جو کچھ زمین میں ہے سب۔

بہر انسانست خاک و باد و آب	بہر انسان ہست ماہ و آفتاب
ذرّہا و ہم جماد و ہم نبات	از پئے انسانست در قیدِ حیات
تا نیابد روح در جسمِ چنیں	تا چنیں زندہ نیاید بر زمیں

ناقص است و خلقتش کامل نشد　　مقصدِ خلقت ورا حاصل نشد
زاں ہر منزل کہ او دریں پیش بود　　چوں طفیلی بود بر خوانِ وجود
نفع و نقصاں حسبِ کارِ خویشتن　　یافت در ہر منزل خود من وعن
لیک چوں روح آمد اندر جسمِ کس　　واں کس آمد گوئے یک نفس
کارِ تخلیقش بانجام آمد　　مقصدش را رو بانجام آمد
لیک کارِ روح باشد ناتمام　　زاں زمانے بایدش اینجا قیام
مدتے در عالمِ کسب و عمل　　بایدش ماندن الٰی وقتِ الاجل

تحقیقِ روح

لیک اول بایدت تحقیقِ روح　　بشنو از من گر تو می خواہی فتوح
ذرہا باشد کہ باشد واتہا　　جملہ را داد است حق روحِ نما
چوں جمادے یافت تشریفِ نبات　　روح را ہم شد ترقی در حیات

انچه از اجزائے انسانی که بود / منتشر در محشرستان وجود
جز و جسمش بود چوں هر یک ازاں / همچناں روح نمائش جزو جاں
در منی اجزائے تن چوں شد بهم / در رویت اجزای جانش نیز هم
دو دوهائے نطفه کانها زنده اند / روح بخش مردم آینده اند
در رحم چوں جسم را باشد نمو / هم فزونی روح را باشد درو
جسم چوں در وی بمقداری رسید / روح حیوانی درو آمد پدید
چوں جنیں را کامل آمد خلقتش / روح انسانی شده در قسمتش

پس بسر هر منزل آمد جسم و جاں / همطریق و همرکاب و همعناں
فرض در هر منزل آمد هر دو را / هر دو در هر منزلش کردند ادا
لیک گه منزل بمنزل فرض خویش / کرده می آید ادا از عهده بیش
در رحم انساں شده هم کرد ادا / فرضهائے خود فزوں از عهدها

پس نباشد کار با دنیائے دونش — احتیاج از یک نفس تو و فزونش

این همش باشد که تو وے بے خبر — از سما و ارض و از شمس و قمر

یک نفس ع هم گر کشیدند در جهان — فرض اینجا شد نمودی جملہ زاں

کامیابی باشدش روز حساب — بے سوال و بے جواب و بے کتاب

بچہ نوزائیدہ کہ در آزار دنیا مبتلا می شود

وانچه آزارے درین اثنا که دید — زان خطاها دان کزو آمد پدید

در مکافات خطائے پیشتر — در رحم س یا در جهان بیند ضرر

زین جهان تا بگذرد او پاک و صاف — داردش حق از غم عقبیٰ معاف

ع بچہ کہ در دنیا نفسے نکشیدہ باشد و مردہ باشد نماز جنازہ نمی کنند سر این همین است کہ بیان کردہ شد ۱۲ منہ

س یعنی در رحم و بچہ نوزائیدہ در دنیا ۱۲ منہ

اولادِ نیکاں و اولادِ بداں

لیک او گر آمده اندر جہاں — ہمچناں از صلب و بطن راستاں

کیں ہمہ ہست اجر عزیمتہائے او — ورنہ صلب و بطن بد جائے او

کہ چو بد صلباں و بد بطناں بود — لاجرم خوشحال تر زیشاں بود

پاک صلباں پاک بطناں راست نیز — وصل خویش در آخرت با اصل خویش

ہست در عقبیٰ پئے ایں فرع و اصل — وانما ذوق مسرتہائے وصل

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا۔ ہم ساتھ لگا دیں گے

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍ

اون کے اون کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ہم ان کے عمل میں سے کچھ بھی۔ ہر شخص جو کچھ اس نے

بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ (سورہ طور رکوع ۲ پ ۲۷) وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ

کمایا ہے اس میں گرو ہے۔ اور (اے پروردگار!) داخل کر ان کو عدن کی

الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ

جنتوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے نیک کار باپ دادوں اور بیبیوں کو اور اولاد کو۔ (ابتدائے سورہ مومن ح ۲۴ ع ۱/۱)

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ
عدن کی جنتیں، یہ لوگ ان میں داخل ہوں گے اور ان کے نیک کار باپ دادے اور بیبیاں

وَذُرِّیّٰتِهِمۡ (رعد ح ۱۳ ع ۳/۹)
اور اولاد

بہر بدِ عملیاں و بدِ اطنیاں مگر	زیں مسرت نیست ہرگز ہیچ اثر
لیکن ایں ہر دو باشد از حساب	نے سوال آید بر ایشاں نے جواب

ہر دو را باشد نجات آنجہاں
گو بود فرقِ مدارج درمیاں

تفصیلِ فرائضِ حاضرہ

درفع دخل

ایکہ آمد از تو مارا در شنود	فرض منزلہائے پیشینیم چہ بود

فکر منزلهای پیشینت چراست — حال هر منزل ز هر منزل جداست

خود همین دنیا که یک منزل بود — مختلف احوال را شامل بود

آنچه در عهد رضاعت کرده — جمله را از ذهن رخصت کرده

آنچه در عهد صبایت کار بود — اکثرش نسیان ز حفظ تو ربود

چند روزی پیشتر هم کارها — کرده و نیست یادت شمّهٔ ترا

کار منزلهای پیشین همچنان — یادت ار نبود چه بینی اندر آن؟

فرض منزلهای پیشین آنچه بود — گر تو دانی هم ترا بخشد چه سود

یا نتوانی نمود آن فرض را — نی تلافی می توان مافات را

پیشتر شد آنچه شد بگذار آن — کن توجه سوی فرض این جهان

گوش تا وردی اگر از بطن ام — زیستن ناچار باید بُکم و صُم

ور نهم گوش و زبان گریان مشو — از پی آن فاقد چشمان مشو

دست و پا و چشم داری شکر کن　　لایق صد کار و باری شکر کن

آنچه بتوانی درین منزل بکن　　کار خود با اجتهاد دل بکن

عبرت از محرومی گوش و زبان　　گیر تا دیگر نباشی آنچنان

فرض منزلهای پیشین را مجو　　فرض این منزل چه باشد این بگو

فرض این منزل اگر پرسی ز من　　می کنم آگاهت از وی من و عن

فرائض منزل دنیا

چار فرض آمد درین منزل ترا　　هست ازین منزل تعلق زان دو را

آن دو فرض این است از من یاد دار　　حسن خلق و باز حسن کار و بار

این دو را چون هست نسبت زین جهان　　بر تو آمد نفع و نقصانش عیان

وان دو دیگر کش پی نفع معاد　　هم درین منزل بهم سازی چو زاد

آن عقائد پس عبادت باشدت　　کن اگر کسب سعادت بایدت

این عبادات و عقائد یاد گیر / بهر عقبیٰ این دو هست ناگزیر

گو درین منزل نفهمی نفع آن / لیک در عقبیٰ است نفعش بیکران

چون ببطن ام نفهمی نفع گوش / زانکه از مادر ببطنت نیست هوش

همچنان از نفعهای این دو فرض / آگهی نبود ترا بر روی ارض

زانکه جز با حول اضغت نیست فهم / ماورایش ارچه دانی غیر وهم

ضرورت رهبر

چون بشرهائے ششینیت ترا / ناتوانیها بد و هم ضعفها

بهر تو کافی فقط رهبر نبود / زانکه هوش رهروی در سر نبود

فطرتت آمد ترا از حق کفیل / هم مشیر و هم رفیق و هم دلیل

از تو بکنایند جمله کار تو / تا تو ماندی تاج و منقاد او

در بدام مکر شیطان آمدی / در خور آفات و نقصان آمدی

زانکہ شیطاں تا مجری الدم رسد | با تو دارد شرکتِ مال و ولد

در حدیث آمده هُوَ يَجْرِي مَجْرَى الدَّمِ. وقال اللہ تعالیٰ. وَشَارِكْهُمْ
وہ شیطان چلتا ہے خون کے دوران کی جگہوں میں. (اللہ تعالیٰ نے
فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ (بنی اسرائیل ح۵ ع۷)
شیطان کو اس کا اختیار دیا کہ) انسانوں کے مال اور اولاد میں شریک ہو جا۔

اندریں منزل توانے یافتی | ہوش و عقل کاروانے یافتی
فرض تو گو حسب فطرت ہست نیک | نفع خود را کے زخود فہمی تو نیک
نفس شیطاں در ذکیت کنونست | ہر دمت جوش ہوا جوش جنونست
سوے شر ہا می شوی از خود رواں | خیر ہا باشد کہ بگریزی ازاں

عَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ
بسا اوقات تم ناپسند کروگے کسی شے کو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے اور بسا اوقات تم پسند کروگے کسی چیز کو
شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥ (سورہ بقرہ ح۲ ع۲۶)
حالانکہ وہ تمہارے لئے برا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

می کنی از بہر شر خود دعا | چوں کند کس از برائے خیر ہا

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا

اور دعا کرتا ہے انسان برائی کیلئے وہ دعا جو بھلائی کے لیئے مانگتا۔ اور انسان ہے بڑا جلد باز۔

(بنی اسرائیل ع ۱۵ پ ۲/۲)

صفاتِ رہبر

فرضہایت بیشمار اندر جہانست — ایں جہاں بہرت مصافِ امتحانست

لاجرم باید ترا ایک رہبرے — تا بیفتی ناگہاں اندر شرے

رہبرے کز جنس تو باشند گراں — وحشتت نبود کہ افتی در زیاں

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ

البتہ اللہ نے مومنین پر احسان کیا جو انہیں میں سے رسول بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں

اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

کو پڑھکر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انکو کتاب اور حکمت کی تعلیم کرتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ

وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (آل عمران ع ۲ پ ۱۷)

پہلے سے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے

رہبرت باید شریکِ حالِ تو — تا شود او مصلحِ اعمالِ تو

پختہ مصلحت زیں پیشتر — از تو باید مصلحت اکنوں اگر

اُسوہ باشد ترا در ذاتِ او		رہبرت باید ہمیں زخلق و خو

وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ۝ (سورہ قلم ۲۹ پ ۱/۲) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ
اور بے شک تو بہت بڑے اخلاق پر ہے۔ البتہ ہے تمہارے لئے رسول اللہ کی
اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب ۲۱ پ ۳/۱۹)
زندگی میں ایک اچھا نمونہ۔

باشدش تائید غیبی از خدا		لیکن آں رہبر بود شمع ہدیٰ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ وَدَاعِيًا
اے نبی ہم نے تم کو بھیجا ہے گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا اور اللہ کی طرف بلانے والا
إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝ (احزاب ۲۲ پ ۶/۳)
اوس کے حکم سے اور چراغ روشن۔

نے زسختی نے زغلظت ہیچ اثر		در روش تو خشونت را گزر

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران ۴ پ ۱۶/۸)
اور اگر تو تیز مزاج تو نا سخت قلب والا تو البتہ لوگ تیرے گرد سے بھڑک جاتے۔

جملہ عالم را سراپا رحمتے		اہل ایماں را ترحم شفقتے

حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آخر سورۂ توبہ ۱۱ ع ۱۶) وَمَآ
رسول تم لوگوں پر حریص ہیں، اور ایمان والوں کے لئے محبت کرنے والے اور مہربان ہیں۔ اور ہم نے
اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (آخر سورہ انبیاء ۱۷ ع ۷)
تجھ کو نہیں بھیجا مگر رحمت بنا کر تمام عالم کے لئے۔

رہبرت در جملہ امر از ہیچ تست	کے بود در کار تو چالاک و چست
سہو و نسیاں گر ازاں رہ رود	اعتماد رہرواں را کے سزد

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۝ (سورہ اعلیٰ جز ۳۰ ع ۱۲)
عنقریب ہم تجھے پڑھا دیں گے پھر تو نہیں بھولے گا۔

عصمتش باید در امر رہبری	رہرواں را تا کند از شک بری
ہر چہ گوید از حق آید بر دلش	مہبط جبریل باشد منزلش

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰى
اور رسول نہیں بولتے ہیں اپنی خواہش سے۔ بیشک جو وہ بولتے ہیں وہ وحی ہے جو اتاری گئی۔ مضبوط قوت
والے نے ان کو سکھائی ہے۔ (ابتدائے سورہ نجم جز ۲۷ ع ۵)

ضرورتِ کتاب وصفتِ آں

وحی منزل مرورش نبود فقط	بلکہ باشد پاک از لوثِ شطط
لفظ لفظش باشد از وحیِ الٰہ	بعد رہبر تا بود چوں شمعِ راہ

مَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ
نہیں ہے یہ قرآن ایسا کہ افترا کیا جائے کسی غیر خدا کی طرف سے۔ لیکن تصدیق ہے
تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ
اس کی جو (کتاب) اس کے سامنے ہے۔ و تفصیل ہے کتاب کی۔ اس میں شک
فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ (سورہ یونس ح۱۱ ع۴)
نہیں ہے۔ رب العلمین کی طرف سے ہے۔

باطل از پیش و پسش ناید گہے	ریب نتواند درو یابد رہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (ابتدائے سورہ بقرہ پ۱) لَا يَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ
اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس کے پاس باطل

مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ (حٰم سجدہ جب ۲۴ ع ۱۵/۱۹)
نہیں سکتا ہے۔ نہ اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے۔

ہر کہ نازل کرد باشد حافظش	پاک باشد لامس ہم لافظش

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥ (ابتدائے سورہ حجر ج ۱۴ ع ۱/۱)
بے شک ہم نے اتارا ہے اس نصیحت کی کتاب کو اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ٥ (واقعہ ج ۲۷ ع ۳/۱۶)
نہیں چھوئیں گے اس کو مگر پاک لوگ۔

انچہ نازل شد بوے اندر کتاب	تا بود سہو و خطا را سدّ باب
جمع آیات و سور باشد ز حق	تا بود مجمع علیہ کل فرق عہ

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ٥ (سورہ قیامت ج ۲۹ ع ۱/۱)
بے شک ہمارے ذمے ہے اس کا جمع کرا دینا اور پڑھوا دینا۔

عہ تمام اہل حق کا اجماع ہے کہ آیتوں کی ترتیب و جمع اور سورتوں کی تحدید و تعیین اور تسمیہ توقیفی ہے اور یہ سب کام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خود حسب تعلیم الٰہی انجام دیئے جس کا یہ عقیدہ نہیں اس کے متعلق قرآن پاک خود یوں ارشاد فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

بعد وفاتِ رہبر

بعدِ رہبر زاں کتاب و خُلقِ او | خلق را باشد بسوئے راہ رو

چنانچہ در روایت صحیحہ آمدہ کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّتِیْ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔ ہمیں حدیث صحیح است۔

ہم چھوڑنے والے ہیں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں اللہ کی کتاب اور اپنی سنت۔

اے نبی رہبر کہ او بر رہرواں | چوں پدر بودہ شفیق و مہرباں

حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آخر سورہ توبہ ج ۱۱ ع ۱۶/۵)

تا بجمعِ پیروانش زندہ بود | جست کے از رہبرِ شاں خیر و سود

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابق) لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْٓ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ۝ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ۝ آخر جزء رب ۲۴ ع ۱۹/۵ سورہ حٰمٓ سجدہ۔ یہ آیات ایسے لوگوں کو سنا کر کہہ دینا چاہیے کہ هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ (ج ۲۵ ع ۲۰) والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ تمت

شمع رہ بگذاشت چوں رفت از جہاں
ہم کتاب و سنت خود بہر شاں

ایں دو نعمت ہمچو میراث پدر
در جہاں بگذاشت بہر ہر پسر

ایں دو شمع آید بکار رہرواں
تا بماند ایں زمین و آسماں

خطبہ

ایکہ تو قطع منازل کردۂ
ایں قدر از سعی حاصل کردۂ

بودۂ در وادیہا در خوشہا
ماندۂ در کنجہا در گوشہا

آخر کار آمدی بر روے ارض
نیک دا کردی بہر جا ہر دو فرض

آمدی ہر جائے دل از عہدہا
حیف اگر ایں جا تو افتادی ز پا

آہ! از عمرے تو ہستی در سفر
ایں سفر را انتہا باشد مگر

قطع منزلہا تو کردستی ولے
آخری باشد ترا ہم منزلے

جاں بمنزلہای ششگانہ بود
روح تو در بطن مادر رو نمود

زیں ہوا ہا ہم تہی بودہ سرت	بے خبر بودی ببطن مادرت

وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَیْئًا وَّجَعَلَ لَکُمُ
اور اللہ نے تم لوگوں کو نکالا تمہاری ماں کے پیٹ سے جب تم کچھ نہیں جانتے تھے - اور بنایا تمہارے
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَۃَ (نحل ج۱۴ ع۱۱)
لیے کان آنکھیں اور دل -

شد بدنیا حاصلت عقل و شعور
زہد و تقویٰ یافتی و ہم مکر و زور

شد ترے رہبر ہنرہا افزودہ
مشتہے از ہر خرمنے بربودہ

یاد کن چوں بودہ چوں گشتہ
خود مگر آخر چہ اکنوں گشتہ

حیف با چوں عقل و فہم داشتی
فرضہائے خویشتن نشناختی

شد چو از ہوش خرد صد بہرہ ات
آب می گردد ز فرضے زہرہ ات

با ہمہ مقصد بسینت بس بند و بست
حیف اگر اینک کمند تو شکست

خواب آخر شد بیدار شو
فرض خود لیتا ہے اندر گور

مطبوعہ برقی مشین پریس مرادپور بانکی پور پٹنہ

رباعیات

مخلص کبھی روٹھتا ہے منّنے کے لئے / جھکتا ہے کبھی حریف تننے کے لئے
مرنا مٹنا نہیں، سمجھ لے غافل / مٹنا بھی اگر یہ ہے، تو بننے کے لئے

جمعِ اجزا کی ہے جگہ صُلبِ پدر / تکمیل بدن کی جا ہے بطنِ مادر
ہے تربیتِ روح کی منزل دُنیا / عقبیٰ ہی فقط ہمیشہ رہنے کا ہے گھر

اوّل آتا ہے جب، تو آخر کے لئے / باطن ہوگا ہر ایک ظاہر کے لئے
ہوتا نہیں راستے ہی میں ختم سفر / منزل ہوگی ہر اک مسافر کے لئے

تمنا عمادی مجیبی غفرلہٗ

فہرست مصنفات حضرت حسان الہند مد ظلہ

مسدس عبرت زلزلہ :- جس میں زلزلہ بہار کی پوری کیفیت اول سے آخر تک نہایت حسن و خوبی سے نظم کر کے دکھائی گئی ہے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں امم سابقہ [redacted] قرآن پاک میں آیا ہے اور اس کو مفصل بیان ہے قابل دید ایمان کو تازہ کر دینے والی کتاب ہے۔ قیمت ۸ر علاوہ محصول ڈاک۔ (اس کی قیمت مصیبت زدگان زلزلہ کو دی جاتی ہے)

نصاب تعلیم عربی :- جوہر الصرف عہ- روح النحو عہ- جواہر الادب ۱۲ر پورے سٹ کے خریدار سے صرف تین روپے مگر محصولڈاک بہر حال ذمہ خریدار ان تینوں کتابوں سے آپ تین ماہ میں بغیر کسی استاد کی مدد کے عربی گرامر پر بقدر ضرورت عبور حاصل کریں گے اور صحیح عبارت پڑھ لیں گے اور صحیح ترجمہ کریں گے۔

قومی نظمیں :- مہوک ۱ر- نصح نصیح ۱ر- انمول موتی ۱ر- سیل اشک ۱ر

الملتمس

منیجر۔ مکتبہ دارالادب۔ پھلواری شریف ضلع پٹنہ